بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

Shia Books PDF منظر ایلیاء

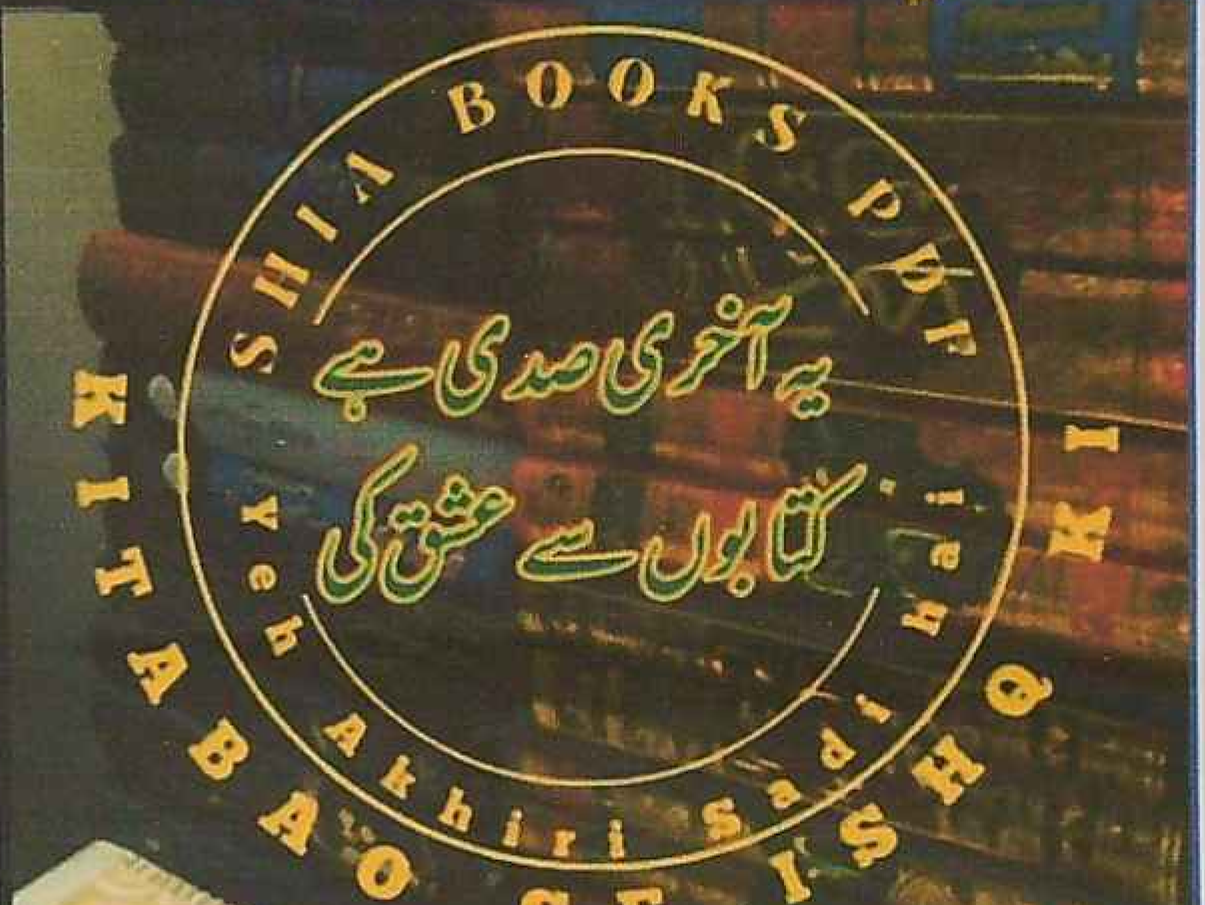

MANZAR AELIYA
9391287881
HYDERABAD INDIA

قرآن اور امام حسین علیہ السلام

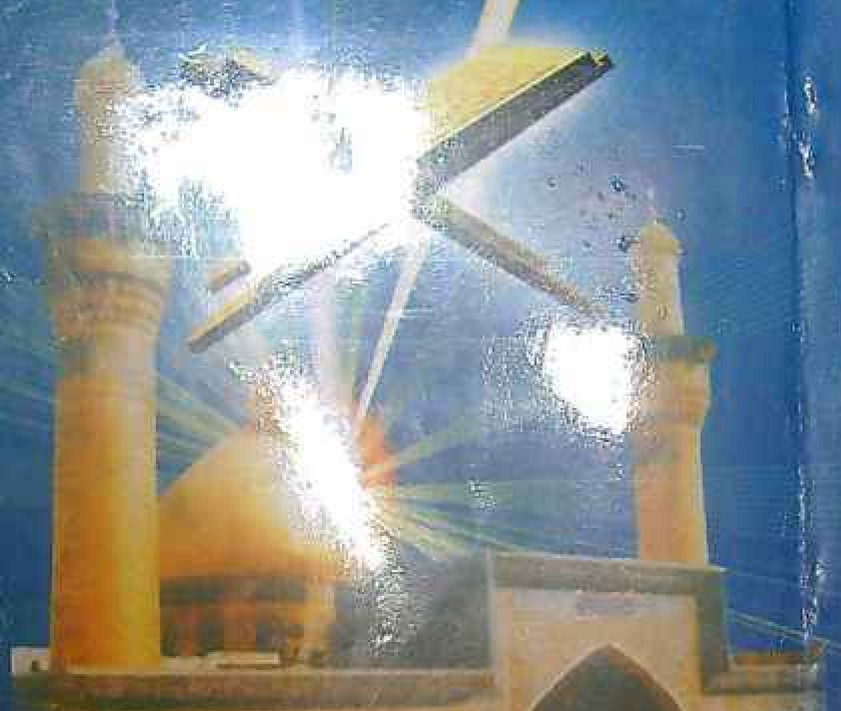

مصنف: حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محسن قرائتی دام برکاتہ

قرآن اور امام حسین علیہ السلام

ترجمہ : فارسی سے اردو

مصنف :

حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محسن قرائتی دام برکاۃ

مترجم :

حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید نصرت علی (چندن پٹوی دربھنگہ، بہار)

بانی ادارہ۔ تحریک نوجوانان اسلامی مرکز جہانی (ہندوستان)

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔۳

فون نمبر: 2647590, 2001816

فیکس نمبر: 2255977 موبائل : 9415102990

Email-abbasbookagency@yahoo.com

نام کتاب : قرآن وامام حسینؑ

مؤلف : حجۃ الاسلام والمسلمین آقای محسن قرائتی دام برکاتہ

مترجم : حجۃ الاسلام والمسلمین مولانا سید نصرت علی جعفری صاحب قبلہ چندن پٹوی، دربھنگہ، بہار (ہندوستان)

طباعت : ستمبر ۲۰۰۳ء

تعداد : ۱۰۰۰ (ایک ہزار)

مطبوعہ : ایس ایس انٹرپرائزز دہلی

ناشر : عباس بک ایجنسی۔ لکھنؤ۔۳

قیمت : -/15 روپے

ملنے کا پتہ

عباس بک ایجنسی

رستم نگر درگاہ حضرت عباس لکھنؤ۔۳ فون نمبر: 2647590, 2001816

فیکس نمبر: 2255977 موبائل : 9415102990

Email-abbasbookagency@yahoo.com

انتساب

اس غیر شادی شدہ بیٹی اور بہن کے نام جس کو فاطمہ معصومہؑ (قم) کہا جاتا ہے جو کہ ساتویں امام کی بیٹی اور آٹھویں امام کی بہن ہیں۔

جن کے فیوض و برکات سے (قم) ایران کی سرزمین روشن ومنور ہے

☆☆☆☆☆

فہرست دس گہربار

صفحہ نمبر

(۱) مصنف کے قلم سے

(۲) مترجم کا بیان

(۳) قرآن و امام حسین علیہ السلام ---------------------- (۹)

(۴) کربلا میں انگیزہ، اخلاص، نشاط، و آگاہی ---------------- (۱۳)

(۵) امام حسین علیہ السلام کا سفر مدینہ سے کربلا قرآن کی روشنی میں (۱۹)

(۶) امام حسین علیہ السلام کے اھداف و مقاصد اور قرآن ----- (۲۶)

(۷) امر بالمعروف و نھی عن المنکر و امام حسین علیہ السلام ------ (۳۰)

(۸) قرآن کا جلوہ کربلا میں -------------------- (۳۳)

(۹) عزت و ذلت کربلا ---------------------- (۳۷)

(۱۰) اہمیت نماز و امام حسین علیہ السلام -------------- (۴۲)

(۱۱) قرآن و شہداء کی یاد ---------------------- (۴۶)

(۱۲) زیارت عاشورہ قرآن کے سایہ میں ------------- (۵۱)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو رحمن و رحیم ہے۔

الحمد للہ رب العالمین ۔ وصلی اللہ علیٰ سیدنا محمد و آلہ اجمعین۔

ساری تعریفیں اللہ کے لئے ہے جو خالق جہاں ہے۔ اور درود و سلام ہو ہمارے سید و سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ پر وان کی تمام آل پر۔

مصنف کے قلم سے

کئی سال سے تفسیر قران کی ترویج کے لئے کوشاں ہیں۔ کہ اسی اثناء میں اللہ نے اس کی توفیق عطا کی ہے کہ اس فرائض کو انجام دوں ۔ ۸۰ ش میں جب حج سے واپس ہوئے۔ تو دوستوں کی حوصلہ افزائی اور ان لوگوں کے اصرار پر شب عید غدیر اور روز عید غدیر میں اسی فکر میں ڈوبا رہا کہ اس سال ماہ محرم میں اپنی پوری تقریر اور تمام مقررین کی تقریریں اسی قرانی زاویہ پر ہونی چاہئے۔ یعنی امام حسین کے تمام اھداف اور تمام کا نامہ جو امام نے پیش کئے۔ مثلاً جہاد فی سبیل اللہ عزم و ارادہ، خلوص ایمان کی وہ راہیں، معیار شہادت، مشکلات میں اھمیت نماز حر کی خطا کو معاف کر دینا حر کا انداز توبہ۔ امام حسین نے سب سے پہلے اپنے

کڑیل جوان کو جہاد کے لئے بھیجا۔ اسی طرح اصحاب و انصار کی وفاداری۔ ایک جملہ میں یوں کہا جائیکہ کربلا کے آغاز سے لیکر انجام تک قرآنی آیتوں کا پہرہ تھا۔ کہ سو سے زیادہ آیتیں کردار کربلا کی نقاشی کرتی ہیں۔ لہذا مقررین حضرات اپنی تقاریر میں ایک ایک نمونہ کو پیش کرتے رہیں اور مصادیق کو قرآن کی آیتوں سے تطبیق کرتے رہیں۔ تاکہ مثالی آئینہ ہدایت بن کر لوگوں کے سامنے آسکیں۔ میں نے سوچا کہ اپنی تقریر میں دوسرے مسائل و آلام کے بجائے قرآنی آیتوں کو پیش کیا جائے۔ تاکہ نورانی اثر لوگوں کے دلوں کا جاذبہ بن جائے اور اسی سے قرآن کی مھجوریت دور ہو سکے۔ تاکہ حدیث رسول مصادیق عملی بن کر محبان کی تصدیق کر سکے۔ جس سے دونوں آپس میں احساس غربت نہ کر سکیں۔ اور اس طرح وہ قریب ہوں کہ حوض کوثر پر ہی اس کے ذاتی اثرات معلوم ہو سکیں۔ (قال رسول۔ انی تارکم فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا فانھما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض) اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے پختہ فکر اور بے عیب سرحدوں کے ساتھ کافی وقت درکار ہے لیکن محرم کو نورانی آیتوں سے نہ سجانا بھی موردتاسف ہے۔

لہذا میں نے دن و رات کی محنت میں امام حسینؑ کی وہ راہ و روش جو قرآنی اصول پر مبنی ہے بصورت دس گہربار قلمبند کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہذا میں اپنی ہر ایک گفتگو کے ذیل میں دس سے بیس آیۃ تک پیش کرنے کی جرآت کر رہا ہوں تاکہ خطیب' ذاکر' وصاحب منبر کے لئے یہ آسانی ہو جائے تاکہ وہ مجلس اور خطابت کو جلاء دے سکیں۔ اور اس کی مناسبت سے دوسری آیتوں اور حدیث کا اضافہ بھی کر سکیں۔ اور یہ اصول کربلا جو قرآنی سایہ میں پیش کیا جا رہا ہے اس کا مقدمہ ہے تاکہ لوگوں کے رجحانات قرآن کی طرف بیشتر ہوں اور قرآن سے اہلبیت کو سمجھنے کی طاقت پیدا ہو۔

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اب تک جو باتیں جو گفتگو میں کر چکا ہوں یا کرتا رہتا ہوں ایک بھی قرآنی راہوں سے الگ نہیں ہے اگر پوچھو گے تو تمام گفتگو ایک ایک آیت سے ثابت کر کے بتاؤں گا۔ کہ یہ گفتگو فلاں آیت کے ذیل میں ہے اور وہ گفتگو فلاں آیت کے ذیل میں۔

لہذا پہلی گفتار جو میں نے قلمبند کی ہے وہ اس کتاب سے جو فارسی میں ہے (ہمگامی امام حسینؑ با قرآن) اور گفتار سوم کو اس کتاب

سے جو عربی میں ہے اخذ کیا ہے۔ (موسوعہ کلمات امام حسینؑ) اس کے
علاوہ وہ تمام گفتار خدا کے لطف و کرم سے اپنی ہی کوشش سے قلمبند کی
ہے۔ میں اس آنے والے دن کا انتظار کر رہا ہوں جب ہماری ساری
چیزیں قرآنی ہو جائیں قرآن کے سانچے میں ہمارا عرفان ڈھلے عقائد
و اخلاق مسائل زندگی۔ ہماری زندگی زیارت گاہوں کی پروانہ وار
ہوں مگر نور قرآن کے ساتھ۔ اہل بیت کی فرمائشات کو اپنے دل میں
اتاریں۔ مگر قرآن کی مٹھاس کے ساتھ۔ خواب۔ تاریخ۔ لفظی اور
ادھر اُدھر کی داستان کو بیان کرنے سے پرہیز کریں۔ ان تمام چیزوں
کو بغیر سوچے سمجھے نقل نہ کریں بلکہ کلام الٰہی کے سہارے ان تمام
واقعات کو نقل کریں تا کہ آنے والی نسل بالخصوص محبان حسین ابن علی
جلوۂ امام حسینؑ کو جلوۂ قرآن سے سمجھنے کی کوشش کریں تا کہ ہماری مجلسیں
محفلیں، جلسات اور وہ تمام پروگرام قرآن و اہل بیت کی برکتوں سے
خالی نہ ہوں تا کہ کربلا کی تاریخ قرآن بن جائے۔ اور تمام واقعات
قرآنی نظر آنے لگیں۔ ہم کو یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سارے علامہ ایسے
منبر پر نظر آتے تھے اور اس وقت علماء عظام کی کمی نہیں ہے لہٰذا کل کی
نسبت آج ہم سے زیادہ ہی سوالات کیئے جاتے ہیں کہ ہم کو کیسا ہو

چاہئے۔ اے میرے پالنے والے قرآن کو ہمارے لیے نور فکر، نور
عقیدہ، قلم، بیان اور ایک انسان کا عمل قرار دیں۔

﴿آمین﴾

مترجم کا بیان

اس خالق بے نیاز کا جتنا بھی شکریہ ادا کیا جائے، اس کی بے انتہا نعمتوں کے مقابلے میں کم ہے۔ اس نے انسانوں کو، شعور، فکر، تدبر، عقل، جسم وحیات، روح میں جاویدگانی، قلم میں روانی، اور ہاتھوں میں قوت دی تا کہ اس کے ذریعہ بلندی کمالات کو پاسکیں۔ لیکن بعض مخلوق نے اپنے شعور کو بیدار رکھکر رضائے الٰھی کے لئے کوشاں رہے، اور بعض مادّی دنیا میں کھو گئے۔ جس نے شعور کی بیداری کے ساتھ اپنا قدم بڑھایا تو خدانے اسے توفیقات بے کراں سے نوازا، اور اس کے ساتھ ساتھ انعام واکرام کو اس کا مقدر بنادیا۔

مؤلف ومصنف ہو یا مترجم اگر خالصانہ قلم اٹھاتا ہے (تا کہ باشعور مخلوقات اس سے فائدہ اٹھاسکیں) تو اللہ اس کے زور بیان، زور قلم، میں وہ طاقت بھی عطا کردیتا ہے کہ جس کی وہ فکر بھی نہیں کرسکتا تھا۔

حقیر کی یہ ترجمہ شدہ پہلی کتاب منظر عام پر آئے گی۔ حالانکہ اس ترجمہ کے قبل دو کتاب تالیف بھی کر چکا ہوں جس میں کی ایک کتاب یہ ہے (امام زمانؑ قرآن اور حدیث کے آئینے میں) اور دوسری کتاب (حضرت آدمؑ سے حضرت امام آخرؑ تک اور دیگر مفکر جہان کے اقوال امام حسینؑ کے سلسلے میں) جمع آوری کی ہے لیکن ترتیب وتصحیح کی وجہ سے منظر عام پر نہ آسکی۔ اور دو کتابوں کا ترجمہ بھی ابھی منظر عام پر نہ آسکا ہے۔ ترجمہ وتصحیح کر چکا ہوں جس کا نام یہ ہے۔ ا (شباہت اور

فرق) مصنف۔ اکبر دھقان ۲ (یوسف قرآن) مصنف محسن قرائتی، ترجمہ حاشیہ اور اضافات کے ساتھ ملاحظہ کر سکتے ہیں۔

یہ کتاب (قرآن اور امام حسین علیہ السلام) جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے۔ استاد شفیق مولانا اسد رضا صاحب قبلہ کی حوصلہ افزائی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ یہ کتاب ہر اعتبار سے اچھی لگی۔ یوں تو مصنف کتاب کو خبر نہیں ہے کہ میں نے ان کی کتاب کا ترجمہ مکمل کردیا ہے۔ حالانکہ ان کے محضر درس سے کافی طلاب نے استفادہ کیا، اور حقیر کو ان کی روش تبلیغ، انداز بیان، قیمتی نکات بہت پسند آئے۔ اور انشاء اللہ تمام لوگوں کو بھی یہ ترجمہ کی ہوئی گراں مایا کتاب ضرور پسند آئے گی۔ امید کرتا ہوں تمام محبان حسین ابن علی اپنی پوری زندگی میں ہدف کربلا کو ہدف قرآن سے سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ اور عزاداری کو قرآن کی نورانی آیتوں سے سجا کر نوری امام کے غم واندوہ میں شریک ہوں گے تا کہ خوشنودی اہلبیتؑ خشنودی رب کریم بن جائے۔ اور امام حسینؑ کا ہدف مقصد مؤمنین کے سامنے واضح وروشن ہو سکے۔ لہذا شاعر اپنے دو مصرع میں حقیقت ثقلین کی وضاحت کچھ اس طرح کرتے نظر آئے۔

آگیا آگیا قرآن سنانے والا
دیکھے سر کشتئی اسلام بچانے والا

قرآن ونماز نہ امام حسینؑ سے جدا ہوا، اور نہ امام حسینؑ قرآن ونماز سے۔ دونوں ایک دوسرے کے مظہر ہیں، تاریخ گواہ ہے کہ امام حسینؑ ایک لمحہ کے لئے بھی

قرآن ونماز سے جدا نہ ہوئے، ظالموں نے شہ رگ حیات کو کاٹ دیا، مگر ایک دوسرے کو ان کے روحانی رشتوں سے الگ نہ کر سکے۔ سرتن سے جدا ہو گیا، مگر قرآن روح سے جدا نہ ہوا کیونکہ امامؑ کا روحانی سجدہ اور نوک نیزہ پر سورۂ کہف کی تلاوت بتا رہا ہے کہ ہم نہ قرآن سے جدا ہیں، اور نہ قرآن ہم سے۔ تو پھر محبان حسین ابن علی قرآن ونماز سے کیسے جدا ہو سکتے ہیں!

کربلا اخلاق محمدی کا دبستان عملی ہے جہاں حضور کے چھوٹے نواسے حسینؑ نے حق وصبر کی وصیت کے قرآنی فلسفہ کو اس معراج پر پہنچایا کہ شاعر مشرق (علامہ اقبال) کو یہ کہنا پسند ہوا۔

رمز قرآن از حسین آموختیم
زآتش او شعلہ ہا اندوختیم

خداوند کریم ہم سب کو صراط مستقیم پر رہنے کی توفیق عطا فرمائے عزاداری کو قرآن ونماز کے سائے میں برپا کرنے اور فروغ دینے کی زیادہ سے زیادہ توفیق مرحمت فرمائے۔

(آمین)

فقط والسلام

احقر العباد۔ سید نصرت علی جعفری (چندن پٹوی) مدرس اعزازی۔ مدرسہ سلیمانیہ پٹنہ سیٹی۔ ۸۔ بانی ادارہ۔ تحریک نوجوانان اسلامی مرکز جہانی (ہندوستان)

قرآن و امام حسین علیہ اسلام

اگر قرآن کریم سید الکلام ہے (۱) تو امام حسینؑ بھی سید الشہداء ہیں (۲)

اگر ہم صحیفہ سجادیہ میں قرآن کے سلسلے میں (میزان القسط پڑھتے ہیں) امام حسین علیہ اسلام بھی فرماتے ہیں (امرت بالقسط) (۳) اگر قرآن پروردگار کا موعظہ ہے (موعظۃ من ربکم) (۴) تو امام موعظہ کی تکمیل وتصدیق کرنے والے ہیں۔ لہٰذا روز عاشورہ فرماتے ہیں اے لوگوں لڑائی میں جلدی نہ کرو پہلے موعظہ حق سن لو پھر آگے قدم بڑھاؤ (لا تعجلوا حتیٰ اعظکم بالحق) (۵) اگر قرآن لوگوں کو ہدایت کی دعوت دیکر منزل کمال تک پہونچاتا ہے (یھدی الی الرشد) (۶) تو قرآن کے وارث بھی لوگوں کو راہ تکامل کی طرف بلا کر ہدایت کے راستہ پر لگاتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے۔ (ادعوکم الیٰ سبیل الرشاد) (۷) اگر قرآن کتاب عظیم ہے (۸) تو امام حسین بھی ایک عظیم سابقہ کے مالک ہیں۔ (عظیم السوابق) ۹ اگر قرآن کتاب حق ویقین ہے (وانہ لحق الیقین) (۱۰) تو امام حسین علیہ السلام بھی حق الیقین کے بلند مینار ہیں جیسا کہ ہم امام حسینؑ کی زیارت میں پڑھتے ہیں کہ امام سے

خطاب ہو رہا ہے کہ تم نے اس قدر خالصانہ صادقانہ عبادت کی ہے کہ درجہ یقین پر پہنچ گئے۔(حتی اتاك اليقين) (۱۱) اگر قرآن شفاعت کا مقام رکھتا ہے (نعم الشفيع القرآن) (۱۲) تو امام حسینؑ بھی شفاعت کے درجہ پر فائز ہیں (وارزقنی شفاعة الحسينؑ) (۱۳) صحیفہ سجادیہ کی بیالیسویں[۴] دعاء میں پڑھتے ہیں کہ آن پرچم نجات ہے (علم نجاة) لہذا اس کے مماثل امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں کہ ہم پرچم ہدایت ہیں(انه راية الهدیٰ) (۱۴) اگر قرآن لوگوں کے لئے شفابخش ہے(ونزل من القرآن ماهو شفاء) (۱۵) تو امام حسینؑ کے قبر کی خاک بھی شفابخش ہے۔(طين قبر الحسينؑ شفاء) (۱۶) اگر قرآن کریم حکمت کا منارہ ہے(۱۷) تو امام حسینؑ بھی حکمت الٰہی کے باب ہیں۔ (السلام عليك يا باب حكمة رب العالمين) (۱۸) اگر قرآن امر بہ معروف ونہی عن المنکر کو رواج دیتا ہے(فالقرآن آمر وزاجر) (۱۹) تو امام حسینؑ کا بھی مقصد وھدف یہی تھا کہ میں مدینہ کو اس لئے چھوڑ رہا ہوں کہ لوگوں کو امر بہ معروف ونہی عن المنکر کروں (اريد ان آمر بالمعروف وانهیٰ عن المنكر) (۲۰) اگر قرآن نور ہے(نوراً مبينا) (۲۱) تو امام حسینؑ بھی نور ہیں (كنت نوراً فی الاصلاب الشامخة) (۲۲) اگر قرآن لوگوں کے لئے اور تاریخ کے لئے ہے تو پھر اس میں زمانے والوں کی قید نہیں ہے۔(لم يجعل القرآن لزمان دون زمان ولا للناس

دون الناس) (۲۳) لہذا امامؑ کے لئے ہم پڑھتے ہیں کہ ان کی تاریخ شہادت بھی معجزاتی آثار رکھتی ہے۔ جو کبھی ختم نہیں ہوسکتی۔(لايدرس اثره ولايمحی اسمه) (۲۴) اگر قرآن ایک مبارک کتاب ہے۔(كتاب انزلناه اليك مبارك) (۲۵) تو امام حسین علیہ السلام کی شہادت کا سبب بھی اسلام کی برکت ورشد کے لئے ہے(اللهم فبارك لی فی قتله)(۲۶) اگر قرآن میں کوئی انحراف یا غلطی و خطاء نہیں ہے اور اس سے مصون ہے (غير ذی عوج) (۲۷) لہذا امام حسین علیہ السلام کے سلسلے میں ملتا ہے کہ پوری زندگی ایک لحہ کے لئے حق سے باطل کی طرف نگاہ بھی نہ کیا۔(لم تمل من حق الیٰ الباطل) (۲۸) اگر قرآن "کریم" ہے۔(انه لقرآن كريم) (۲۹) تو امام حسین علیہ السلام صاحب کرامت والائے اخلاق ہیں۔(و كريم الخلائق) ۳۰ اگر قرآن عزیز ہے(انه لكتاب عزيز)(۳۱) تو امام حسین علیہ السلام نے اپنا سر ذلت کے آگے خم نہ کیا جیسا کہ ان کے قول سے ثابت ہے۔ (هيهات منا الذلة) (۳۲) اگر قرآن کریم محکم ومضبوط رسی ہے(انّ هذا القرآن ---- العروة الوثقیٰ) (۳۳) تو امام حسین علیہ السلام بھی ایک محکم ومضبوط حبل خدا ہیں اور نجات کی کشتی ہیں۔(انّ الحسين سفينة النجاة و العروة الوثقیٰ) (۳۴) اگر قرآن آشکار و بیّن دلیل ہے(جائكم بيّنة من ربكم)۳۵ امام حسین علیہ السلام بھی لوگوں کے لئے آشکار حجت اور اللہ کے لئے دلیل ہیں۔جیسا

کے زیارت میں پڑھتے ہیں۔(۳۶) اگر قرآن کو اطمینان اور با فہم وادراک پڑھنے کا حکم ہے (ورتّل لقرآن ترتیلا) (۳۷) لہذا امام حسینؑ کی زیارت کے لئے جب بھی نکلو تو حدیث یہ ہے کہ اپنے قدم کو آہستہ آہستہ آگے بڑھاؤ۔(وامش بمشی العبید الزلیل) (۳۸) اگر تلاوت کے سلسلے میں ہے کہ غم واندوہ کے ساتھ پڑھنا چاہیے (فاقرو ہ بالحزن) (۳۹) لہذا امام حسین علیہ السلام کی زیارت بھی غم واندوہ کے ساتھ کی جائے اور پڑھی جائے۔(وزرہ وانت کئیب شعث) (۴۰) جی ہاں حسین علیہ السلام قرآن ناطق خدا کے کلام کی آوازوں میں سے ایک آواز ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

کربلا میں انگیزہ، اخلاص۔نشاط و آگاہی

آج کی دنیا، مال وثروت، قوت وتوانائی، اطلاعات، خصوصیت، دنیا کی پیش رفت اور حمایت سے اس کی طرف مائل اور جھکی نظر آتی ہے۔لیکن امام حسین علیہ السلام نے اس کے برخلاف، ان تمام مذکورہ بالا چیز کو اپنے خدا پر ایمان اور اس کی معرفت اخلاص ونشاط وعزم وحرکت کو ایک ساتھ قرار دیکر مکمل لائحہ نمونہ انسانیت تیار کرتے ہیں۔جس کا کچھ نمونہ بطور مثال پیش خدمت ہے۔

نماز کو بغیر رغبت ودلچسپی سے ادا کرنے والے کو قرآن احقر شمار کرتا ہے۔(قاموا کسالیٰ) (۴۱) انفاق بغیر معرفت ورغبت کے قرآن کی ستائش سے خالی (ھم کارھون) (۴۲) کسی بھی کام کی انجام دہی بغیر دلچسپی کے یا بہانہ کے ساتھ انجام دینا گویا انجام نہ دینے کے مترادف ہے۔بنی اسرائیل نے بیت ہی حیلہ و بہانہ کے بعد جب گائے کو ذبح کیا تو قرآن کریم نے کہا کہ گویا ان لوگوں نے ایسا کیا ہی نہیں (فذبحوھا و ماکا دو الفیعلون) (۴۳) اکثر اوقات قرآن نے ان لوگوں کے سلسلے میں انتقاد وتر ہیق کی ہے کہ (أثا قلتم الی الارض) (۴۴) جو

شخص اضطراب و پریشانی کے عالم میں تجدید ایمان کرتے ہوئے خدا سے لو لگاتے ہیں تو خدا نہیں ایسے لوگوں کو قرآن میں خود غرض و مطلب پرست کی فہرست میں جان ہے۔

قرآن۔ جیسے ہی وہ ڈوبنے لگتے اور کوئی سہارا نہیں پاتے اس وقت وہ خدا کو پکارتے ہیں لیکن جیسے ہی وہ نجات پاتے ہیں وہیں سے خدا کو بھول جاتے ہیں۔ (قرآن۔ فاذا رکبوا فی الفلك دعوا اللہ ---- فلما نجاهم ----) (۴۵)

دعویٰ ایمان یا تجدید ایمان خطرناک موقعے پر ایک فرعون وقت کا کام ہے کہ جب غرق ہو رہا تھا تو اس نے خدا سے کہا کہ میں ایمان لایا تو خداوند کریم نے جواب دیا (الآن وقد عصیت قبل) (۴۶) کربلا میں نشاط و خوشی تھی لہٰذا امام حسینؑ نے فر موت گلے کے ہار کے مانند جوان لڑکیوں کے سینے کی زینت ہے۔ امام حسینؑ بھتیجے (حضرت قاسم ابن حسن) نے فرمایا۔ موت ہمارے نزدیک شہد سے ز شیریں ہے۔ امام حسینؑ کے دوست و احباب کہتے تھے اگر کئی بار زندہ کیا جاؤں پھر قتل کے لئے بھیجا جاؤں پھر بھی گریز نہیں کر سکتا۔

نشاط، تسلیم و رضا سے بلند و بالا ہے۔ اور اس کی جز ایمان کی راہ و روش اور نشاط نہ ہونا صحیح ہدف و راہبر و راہ کا نہ پانا ہے۔

اما مسئلہ فکر و حرکت انسان

اسلام انسان کی فکر و حرکت پر زیادہ ہی توجہ دیتا ہے۔ حتی وہ انسان جو سیر و سلوک میں کئی روز بھوکا رہتا ہے اگر یہی بھوک و پیاس اخلاص کے پیرائے پر نہ ہو اور اس بھوک و پیاس کی نیت غیر اللہ ہو تو پھر اس کی کوئی اہمیت نہیں رہتی ہے۔ جیسا کہ قرآن کے سوروں میں سے ایک سورہ جس کا نام (سورہ عبس) ہے کہ اس کی پہلی دس آیتوں میں ایسے افراد کی شدت سے انتقاد کرتی ہے کہ کیوں وہ آنکھ رکھتے ہوئے اندھوں کی طرح کام کرتے ہیں۔ کیونکہ نابینا شخص نہ بگڑے ہوئے چہرہ کو دیکھتا اور نہ مسکراتے ہوئے انسان کو لیکن اسلام حقیقت عبوسیت کو برا سمجھتا ہے نہ اس لیے کہ لوگ اس کو سمجھتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں وہ چیزیں جو واقعی ہوں غیر واقعی سے جدا دیکھتا ہے۔ اس کے لئے۔ اعتبار سیاست اقتدہ و تعصب کو معیار قرار نہیں دیتا۔

اسی وجہ سے اسلام کے حقیقی وارث امام حسینؑ نے عزم واقعی کا مظاہرہ کیا ان میں نہ خود نمائی تھا نہ قدرت طلبی اور نہ انتقام کا ارادہ، بلکہ امام حسینؑ اور ان کے اصحاب کا ارادہ و عزم نانا محمد مصطفیٰؐ کے بگڑتے ہوئے دین کی اصلاح تھی ان لوگوں کا ارادہ مال و دولت حکومت و طاقت کو پانا نہ تھا کیوں کہ ان لوگوں فنا فی اللہ کر کے خدا سے معاملہ کر چکے تھے۔ اسی وجہ سے امام حسینؑ کے بیٹے جس کو یزیدی لشکر نے قید کر رکھا تھا اس کے دربار میں وہ تقریر کی اور خدا کی حمد و ثناء کی جو کچھ اس طرح ہے۔ (الحمد للہ عدد الرمل و الحصیٰ) لہٰذا اس جملے سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے بہتر

حمہ کوئی اور نہیں کر سکتا۔ اسی طرح ان کی پھوپھی (امام حسینؑ کی بہن زینب کبریٰ علیہا السلام) نے دربار یزید میں بے باکی سے کہا۔ میں نے زیبائی کے سوا کچھ بھی نہ دیکھا۔ (ما رأیتُ الّا جمیلا) اگر ہدف وانگیزہ خدا کے علاوہ ہوتا تو مشکلات کے وقت گلہ وشکوہ ضعف وناشکری ضرور ہوتی۔ المختصر یہ کہ اسلام اپنی آمادگی تمام جنبوں سے دشمنوں کے مقابلے میں رکھتا ہے۔ (واعدّو الھم ما استطعتم من قوۃ) (۴۷) تعلیم تعلّم کے سلسلے میں خواص عنایت ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ علم حاصل کرو کچھ سیکھو اگر چہ کافر ہی کے پاس کیوں نہ ہو۔ (اطلب العلم ولو بالصین) افراد کی حمایت کو خواص توجہ واہمیت دیتا ہے۔ (قرآن کریم۔ تعاونوا علی البرّ والتقویٰ) (۴۸) دولت وسرمایہ وخبر رسانی کی طرف توجہ رکھتا ہے۔ لیکن یہ تمام باتیں اس چشمہ کی طرح ہے جو ضعیف چیز کو قوی بنا کر پیش کرے۔ لیکن آنکھ ہی کے ذریعہ دیکھا جاتا ہے اور یہ توفیق بھی اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ (وما توفیقی الّا باللہ) (۴۹) اور مدد بھی اسی پاک پروردگار کی برف سے ہے۔ (وما النّصر الّا من عند اللہ) (۵۰)

لنا طرفین آگاہی کے اعتبار سے

اس زمانے میں جنگ میں ماہر پائلٹ جو ہوتا ہے۔ ایک محلّہ میں جا کر

بمباری کر دیتا ہے لیکن وہ نہیں جانتا کہ یہ کیوں کیا جا رہا ہے۔ اور اس کا فائدہ کیا ہوگا۔ لیکن اس کے برعکس حسینؑ کے تمام ساتھی وعزیز واقرباء آغاز سفر سے انجام کربلا تک پورے طور سے آگاہ تھے کہ امام حسینؑ کے تمام خطبات وجملات اس بات پر مبنی تھے کہ نہ اس میں کوئی ماڈی فائدہ ہے اور نہ کوئی لوٹ پائے گا۔ لہذا تم سب کے سب آزاد ہو۔ لہذا جتنے بھی ہمراہ قافلہ آئے سب نے آگاہی رکھتے ہوئے مخلصانہ محبت کے ساتھ حسینؑ کے قدموں پہ اپنی جان نثار کر دی اسلام میں آنسو بھی باارزش سمجھا گیا ہے مگر یہ آگاہی ویقین کے ساتھ ہو تب۔ (تفیض اعینھم من الدّمع ممّا عرفوا) (۵۱) جب تک انسان اپنے اندر یقین کامل پیدا نہیں کرتا اس کا ہر کام شک وشبہ سے خالی نہیں ہوتا۔

حضرت زینب کبریٰ سلام اللہ علیہا نے یزید سے کہا کہ میں تم کو ایک حقیر و زلیل انسان سمجھتی ہوں (انّی لاستصغرك) جی ہاں انسان معرفت وشناخت کے اعتبار سے اگر یقین پیدا کرلے تو وہ کامل الیقین ہو جاتا ہے اور کامل الیقین رکھنے والا کبھی کسی چیز میں لڑکھڑاتا نہیں ہے۔ ممکن ہے کہ ایک شخص احساسات کے دباؤ میں آ کر لوگوں کے بیدار کرنے پر کسی چیز کے لئے اٹھ کھڑا ہو چونکہ یہ بدلاؤ نہ معرفت کی وجہ سے ہے اور نہ شناخت کی وجہ سے۔ لہذا کچھ عرصے کے بعد وہ بے اثر ہو سکتا ہے۔ اور اس میں شک وتردید پایا جا سکتا ہے۔ چونکہ ہر گرم ہونے والی چیز کو ٹھنڈا ہونا

ہے۔ قرآن نے دو طریقے کے دو راستے دکھائیں ہیں (۱) لوگوں کا ایمان کی فضا م
داخل ہونا (۲) دوسرے ایمان کا دل کی فضا میں رچ بس جانا۔ لوگوں کا ایمان ک
طرف آنا تو آسان ہے۔ (یدخلون فی دین اللہ افواجاً) (۵۲) مگر ایمان
قلوب میں رسوخ کرنا بہت مشکل ہے۔ (ولمّا یدخل الایمان فی قل
بکم) (۵۳) اس وقت جو میں تحریر قلمبند کر رہا ہوں یہ وہ شب ہے کہ جس کے د
میں حضرت علی علیہ السلام غدیر خُم میں منصب امامت پر فائز ہوئے وصی و جانشین رسو
بنائے گئے وہی لوگ جو کہ (یدخلون فی دین اللہ افواجاً) تھے اس منظر کو ملاح
کرتے ہوئے مبارک باد بھی پیش کر رہے تھے۔ لیکن کچھ ہی دن نہ گذرے تھے کہ ع
علیہ السلام کو چھوڑ کر الگ ہو گئے۔ کیوں؟ وجہ یہ تھی کہ ایمان ان کے قلوب تک
اثر انداز نہیں ہوا تھا۔ یہ ہے دونوں مین فرق کہ لوگوں کا ایمان میں داخل ہونا ا
ایمان کا دل میں اترنا۔

☆☆☆☆☆☆☆

امام حسین علیہ السلام کا سفر مدینہ سے کربلا
قرآن کی روشنی میں

(وہ آیتیں جسکو تمام راستوں پر امام حسینؑ نے بطور سند پیش کیا وہ مندرجہ ذیل ہیں)

پہلی آیت وہ ہے جس کی تلاوت کرتے ہوئے انکار بیعت کیا، جس وقت کہ یزید کا نمائندہ (مروان) مدینہ میں یہ ارادہ کرتا ہے کہ امام حسینؑ سے یزید کے لئے بیعت لے۔ امام حسینؑ نے اس کے اقدام پر فرمایا (ویلک یا مروان فانک رجس) ہلاک ہو جاؤ اے مروان تم لوگ تو بہت گندے ہو اور ہم اور ہمارے اہل و عیال پاک و پاکیزہ ہیں۔ خداوند کریم نے ہم لوگوں کی شان میں فرمایا ہے۔ (انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت و یطہرکم تطہیراً) (۵۴) خداوند چاہتا ہے کہ تمام پلیدی ور جس کو ہم اہلبیتؑ سے دور رکھے اور پاک رکھے گا جو پاک رکھنے کا حق ہے۔

دوسری آیت۔ جس وقت کہ امام حسینؑ نے مدینہ سے سفر کا آغاز کرنا چاہا تو وصیت نامہ مکمل کر کے آغاز کربلا کیا۔ اس کے آخر میں تکمیل وصیت نامہ کی مہر اس

آیۂ کریمہ کے ذریعہ کر کے آنے والی نسل کو آگاہ کر گئے۔ (وما توفیقـ الّا باللّٰہ علیہ تو کلت و الیہ انیب) (۵۵) میرا ارادہ اور میرے تمام وہ کام وند کے ارادہ سے خالی نہیں ہے اسی پر ہمارا بھروسہ واطمینان ہے۔

تیسری آیت: جس وقت یزید کی بیعت سے انکار کر کے مدینہ سے مکہ طرف نکلنے لگے اس وقت اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (فخرج منہا خائفاً یترقّب قال ربّ نجّنی من القوم الظّالمین) (۵۶) جس وقت (جنا موسیٰ) ان کے درمیان سے حیران و پریشان ڈرے ہوئے نکلے تو (جناب موسیٰ نے کہا اے میرے پالنے والے مجھے اس ستم کرنے والی قوم سے نجات دے۔

چوتھی آیت: شیخ مفید علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ جیسے ہی امام حسینؑ نے مدی کو الوداع کہنا چاہا جنات اور فرشتوں کی جماعت امام حسینؑ کی مدد کرنے کے لئے حاضر ہو گئے لیکن امام نے ان لوگوں سے مخاطب ہو کر اس آیۂ کریمہ کی تلاو فرمائی۔ (اینما تکونوا یدرککم الموت و لو کنتم فی بروج مشیّدۃ) (۵۷ تم جہاں کہیں بھی رہو اگر وہ عمارت بہت اونچی فلک بوس بھی ہو تو موت تم کو آ چپیٹ میں لیلے گی اور اس کے بعد دوسری آیت کی کچھ اس طرح تلاوت کرتے ہیں

۔(کبرز الّذین کتب علیہم القتل الیٰ مضاجعہم) (۵۸) جو شخص مارے گئے اور لوح مقدر میں یہی ان کے لئے لکھا گیا تھا کہ یہ لوگ خود سے چل کر مقتل کی جانب گئے۔

پانچویں آیت: جس وقت کہ امام حسینؑ کربلا کی طرف کوچ کرنے والے تھے اس سے پہلے مکّہ میں شب جمعہ ۳ شعبان کو داخل ہوئے اور اس طرح آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (ولمّا توجّہ تلقاء مدین قال عسیٰ ربّی ان یّھدنی سواء السّبیل) (۵۹) اور جب امام حسینؑ نے مدینہ کی جانب نگاہ کی تو فرمایا کہ اے میرے پروردگار مجھ کو سیدھے راستے کی طرف ہدایت کر۔

چھٹی آیت: سرزمین مکّہ پر جب جناب ابن عبّاس سے گفتگو کر رہے تھے تو بنی امیہ کے سلسلے اس آیت کریمہ کی تلاوت کرتے ہوئے فرمایا۔ (انّھم کفروا باللّٰہ و برسولہ و لا یاتون الصّلاۃ الّا و ھم کسالیٰ) (۶۰) ان لوگوں نے خدا اور رسول کی نسبت کفر اختیار کیا سوائے اس کے کہ کسالت اور سستی کی حالت میں نماز کے لئے کھڑے ہوتے۔ اسی طرح اسی کے ضمن میں دوسری آیت کی بھی تلاوت فرمائی۔ (یراؤن النّاس و لا یذکرون اللّٰہ الّا قلیلا) ۔لوگوں کے ساتھ ریاکاری و مکاری کرتے ہیں اور تھوڑی بہت خدا کی معرفت رکھتے ہیں۔ (مذبذبین بین ذالک لا الیٰ ھؤلاء و لا الیٰ ھؤلاء و من یضلل اللّٰہ فلن تجد لہ سبیلا) (۶۱) (اس کفرو

ایمان) کے درمیان اِدھر اُدھر گھومے۔ نہ فقط یہ لوگ بلکہ مومنین اور نہ فقط مومنین ا
شخص بھی گمراہی میں اپنے آپ کو خدا کے حوالے کر دے تو ایسا شخص بھی اس معرفت
سے خارج نہیں ہو سکتا۔ اور پھر امام حسینؑ نے فرمایا (کل نفس ذائقة الموت
انما توفون اجورکم) (۶۲) ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ اور بے شک
قیامت کے دن تمہارے اعمال کی وہ تمام جزائیں ضرور دی جائیں گی۔

ساتویں آیت:۔ عید قربان کے موقع پر جبکہ امام حسینؑ نے مکہ سے کربلا کی
جانب کوچ کیا۔ یزید کے نمائندے نے حسینؑ کے راستے میں رکاوٹ ڈالی اس وقت
ایک دوسرے کے ساتھ تازیانے کی نوبت آ پڑی۔ ان لوگوں نے امام حسینؑ سے ک
کہ مجھے یہ ڈر ہے کہ کہیں تم ہم لوگوں میں اختلاف پیدا نہ کر دو اس وقت امام حسین
نے اس آیۂ کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (لی عملی و لکم عملکم انتم بریٔون
مما اعمل وانا بریء مما تعملون) (۶۳) میرا عمل میرے ساتھ اور تمہارا عم
تمہارے ساتھ میں جو کچھ کرتا ہوں اس سے تم الگ اور بری الذمہ ہو۔ اسی طرح
لوگ جو کرتے ہو اس سے میں بری الذمہ اور الگ ہوں۔

آٹھویں آیت:۔ جس وقت کہ یہ قافلہ کربلا کی جانب رواں دواں تھا بین را

جناب مسلم کی شہادت کی خبر ملی اس وقت آپ نے فرمایا۔ (انا للّٰہ وانا الیہ
راجعون) (۶۴) جس شخص پر مصیبت آن پڑے اس طرح کہیں میں خدا کی طرف
سے آیا ہوں اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

نویں آیت:۔ جس وقت کہ امام حسینؑ سرزمین کربلا سے نزدیک ہوئے
حر اور اس کا لشکر امام حسینؑ سے کہنے لگا۔ تم لوگ کیوں آئے ہو تو امامؑ نے فرمایا کہ تم
لوگوں کی دعوت نے مجھے یہاں آنے پر مجبور کیا اب تم لوگ اس پر احساس ندامت کر
رہے ہو اس وقت اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (فمن نکث فانما ینکث علیٰ
نفسہ) (۶۵) بس جس شخص نے عہد و پیمان کو توڑا تو اس نے اپنے گھاٹے میں
پیمان کو توڑا ہے۔

دسویں آیت:۔ جس وقت کہ امام حسینؑ کوفہ اور کربلا کے راستے ہی میں تھے کہ
قاصد کی شہادت کی خبر ملی جن کا نام قیس بن مسہر صیداوی تھا گریہ کرتے ہوئے اس
آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (ومنھم من قضیٰ نحبہٗ ومنھم من ینتظر
ومابدلوا تبدیلا) (۶۶) اور یہی وہ ہیں جو اپنے وعدے پر حیات کے آخری لمحہ تک
باقی ہے اور یہ وہ ہیں جو شہادت کا انتظار کیا کرتے تھے اور ان کے کام میں کوئی تغیر و
تبدل نہ تھا۔

گیارھویں آیت: جس وقت کوفہ کے حاکم (ابن زیاد) نے حکم نامہ بھیجا
امام حسینؑ کے لئے تمام راستوں کے بند کردو حُر نے اس حکم نامہ کو امامؑ کے سا
پیش کیا۔امامؑ نے اس وقت اس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی۔ (وجعلنا ھم آئ
یدعون الی النار) (۶۷) اور ہم نے اس لوگوں کے لئے ایسا حاکم قرار دیا
دوزخ کی طرف بلاتا ہے لیکن وہ قیامت کے دن مدد نہیں کریں گے۔

بارھویں آیت: امام حسینؑ کربلا کے میدان میں یزیدی لشکر کے سلسلے میں
بی بی سکینہؑ سے آیت کے ذیل میں گفتگو کرتے ہوئے آیۂ کریمہ کی تلاوت
(استحوذ علیھم الشیطان فانساھم ذکر اللہ) (۶۸) ترجمہ: شیطان ان لوگوں پر مسلط
اور خدا کی یاد سے ان لوگوں کو دور کیا۔

تیرھویں آیت: عاشور کے دن کربلا کے میدان میں یزیدی لشکر کے سا
اس آیت کی تلاوت کی (فاجمعوا امرکم و شرکائکم ثمّ لا یکن امرکم غ
ثم اقضوا الیّ ولا تنظرون) (۶۹) تم لوگ جس کے ساتھ شریک ہو لہذا تم لوگ
اپنے کام کو ایک ساتھ مل کر یقین کے ساتھ انجام دینے کے حق میں ہو لہذا اپنے ا
کام پر پردہ نہ ڈالو اور بغیر مہلت کے میرا کام تمام کردو۔ اسی کے ضمن میں دوسر

آیت کی بھی تلاوت فرمائی۔(انما ولیّ اللہ الذی نزل الکتاب و ھو یتولّی
الصالحین) (۷۰) میرا سید و سردار خدا ہے کہ جس نے کلام بابرکت کو ہم لوگوں
کے لئے بھیجا اور وہ ایک شائستہ دوست ہے اور پھر اسی بعد تیسری آیت کی بھی
تلاوت فرمائی۔(وانّی عذت بربّی وربکم ان ترجمون) (۷۱) اور میں سنگسار
کے شر سے پہلے اپنے لئے تمہارے رب کی پناہ چاہتا ہوں اسی طرح اور بھی آیتوں کی
تلاوت فرمائی۔(اعوذ بربّی وربکم من کلّ متکبّر لا یؤمن بیوم الحساب) (۷۲)
میں اپنے پروردگار اور تمہارے پروردگار کی پناہ چاہتا ہوں ہر اس متکبر شر سے جو
قیامت کے حساب و کتاب پر ایمان نہیں رکھتے۔

☆☆☆☆☆☆☆

امام حسین علیہ السلام کے اہداف ومقاصد اور قرآن

اسلام میں جتنی حد تک فساد کے سلسلے میں اور اس سے مقابلے کے لئے اعتراض بیان ہوا ہے۔ اسی طرح اصلاح وغیرہ کی بھی تاکید وتائید ہوئی ہے۔ قرآن داخلی ایمان وتقویٰ پر فقط تکیہ نہیں کرتا ہے۔ بلکہ اصلاح کو ایمان وتقویٰ کا لازم وملزو سمجھتا ہے (آمن واصلح) ۳؎ (وفمن اتقیٰ واصلح) ۴؎ سب سے پہلے اصلاح کرنے والا خود خدا کی ذات ہے (واصلح بالھم) ۵؎ لہذا لوگوں کو چاہئے کہ ایک حد تک اپنے عیوب کے ابتدائی مراحل کی اصلاح کریں (تابوا واصلحوا۔۔۔) ۶؎ اس کے بعد عوام وسماج کی اصلاح کی کوشش کریں (فاتقوا اللّٰہ واصلحوا ذات بینکم) ۷؎ اصلاح کرنے والا شخص فتنہ وفساد کرنے والوں کے پیچھے ہرگز نہیں رہتا (واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین) ۸؎ لہٰ اصلاح طبق عدل وقانون انجام پانا چاہئے (فاصلحوا بینھما بالعدل القسط) ۹؎ جو شخص واصلاح کے راستے کو اپنے لئے بند کرلے تو ایسا شخص نابود

جائے گا اگرچہ وہ نبی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو (وانہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح) ۸۰؎ (اے نوح) وہ تمہارے خاندان سے نہیں ہے کیونکہ اس کا عمل صلاحیت کا حامل نہیں ہے۔ خدا کے خواص بندے خدا سے درخواست کرتے تھے کہ انکا الحاق صالحین کے ساتھ ہو جائے۔ (الحقنی بالصالحین) ۸۱؎ قرآن نے عام طور سے ایمان کو عمل صالح کے ساتھ بیان کیا ہے (الذین آمنو اوعملو الصالحات) بعض عمل صالح زبان ومکان کے لئے محدود نہیں ہیں بلکہ یہ آنے والی نسل اپنے صالح آباد واجداد کے خیر وبرکت سے استفادہ کرتے ہیں۔ (وکان ابوھما صالحا) ۸۲؎ قرآن ہدف کی کامیابی کو نعمتوں میں شمار کرنے اور عمل صالح کو انجام دینے میں جانتا ہے۔ (یا ایھا الرسول کلو امن الطیبات و اعملو صالحا) ۸۳؎ (استفادہ اور تمہاری کامیابی نعمتوں کے ذریعہ ہو لہذا ضروری ہے کہ عمل صالح اور نیک کام کو انجام دیتے رہو) خداوند کریم آئندہ زمین کی حکومت کو اپنے صالح بندے کے سپرد کرے گا (ان الارض یر ثھا عبادی الصالحون) ۸۴؎ انسان اپنی اصلاح کے بعد دوسروں کی اصلاح کے لئے قدم بڑھائے اور اپنی تمام تر کوششوں کو اس پر صرف کردے۔ (ان اریدالا الاصلاح ما استطعت) ۸۵؎ کوئی چیز توان وطاقت کے مطابق نہیں چاہئے سوائے اصلاح کے خداوند کریم اس انسان کو جو کہ طلب اصلاح کے خواہاں ہیں اور اصلاح کے پروگنڈہ والے ہیں

دونوں کوایک دوسرے سے جدا کرتا ہے۔ جھوٹے دعوے کرنے والوں کے چہرے سے نقاب کشائی کرتا ہے۔(قالو انما نحن مصلحون الا انهم هم المفسد ون ولکن لا یشعرون)۸۶ے وہ لوگ کہتے ہیں کہ فقط ہم لوگ اصلاح طلب ہیں تو ہوشیار ہو جاؤ کہ یہی لوگ فساد کرنے والے ہیں مگر یہ لوگ شعور وادراک نہیں رکھتے۔

جی ہاں خداواقعی اصلاح کرنے والے کوخوب پہچانتا ہے (واللہ یعلم المفسد من المصلح) ۸۷ے خداوندکریم نے واقعی اصلاح کرنے والوں سے انعام واکرام کاوعدہ کیا ہے۔(انا لا نضیع اجر المصلحین) ۸۸ے قابل توجہ نکتہ یہ ہے کہ معیار فساد جتنا عروج پر ہوگا اس سے زیادہ اصلاح کرنے والوں کی ضرورت پڑے گی۔ جتنی ہوا میں شدت بڑھے گی اتنی ہی زیادہ پانی کی ہوس بھڑکے گی۔ فساد کرنے والے جتنا خطرناک ہوں گے ویسے ہی اصلاح کرنے والے ایک بزرگ کی ضرورت پڑے گی۔ لہذا نمرود سے مقابلہ کے لئے سوائے ابراہیمؑ کے اور کوئی نہیں۔ فرعون سے مقابلہ آرائی کے لئے موسیٰؑ کے علاوہ کوئی نہیں۔ یزید سے مقابلہ کرنے کے لئے سوائے امام حسینؑ کی ذات کے کوئی نہیں کھڑا ہوسکتا۔ یہ واضح وروشن ہے کہ اصلاحی پروگرام ونظم وضبط۔ خط وکتابت۔ بحث ومباحثہ۔ تذکر وتفکر کے ذریعہ فقط آگے نہیں بڑھ سکتا۔ بلکہ شرط یہ ہے کہ پرخطر وادی کا مقابلہ بھی کیا جائے اور جب

تک پرخطر ماحول کا استقبال ٹھیک سے نہیں کریں گے اصلاح نہیں کرسکتے ہیں۔

امام حسینؑ اسلامی ماحول کی اصلاح کرنے والے سب سے پہلی ذات برکت ہیں۔ جنہوں نے شدائد ومصائب کا استقبال کرتے ہوئے قبول حق میں جان دے دی اور درجہ شہادت پر فائز ہوگئے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف ونہی عن المنکر و امام حسینؑ

(امر بالمعروف و نہی عن المنکر) یعنی نیکی کی طرف اور ہدا
اور برائی سے روکنا۔ فطرت کو جگانے کی علامت دل سوزی اور تعہد۔ مکتب وطن
سے دوستی۔ تمام جگہوں پر حاضر ہونا ایک بہترین عشق اور محبت ہے۔ نیکی کی ہدا
اور برائی سے روکنا اچھے لوگوں کی بیداری و سرفرازی اور خلاف کرنے والوں پر پو
گرفت اور مظلوموں کے حقوق کا محافظ ہے۔ اور جس جامعہ میں یہ چیزیں نہ ہو
بے توجہ اور خاموش۔ بے جان اور قابل رشد نہیں ہے۔ حضرت لوط کی امت و گنہگا
کو گناہ کرتے دیکھ کر خاموش تھی۔ حضرت لوط نے فرمایا (الیس منکم رجل
شید) ۸۹ آیا تمہارے درمیان کوئی ایک بھی رشد و ہدایت پانے والا نہیں؟ قرآ
نے ایک بہترین امت اسے قرار دیا ہے۔ جو شرط و شروط کے ساتھ نیکی کی طرف
دعوت دینے والے اور برائی سے روکنے والے ہوں۔ (کنتم خیر امۃ اخر جت
للناس) ۹۰ اس وقت خدا کا غضب ان خلاف کرنے والوں کے اوپر نازل ہوگا ا
خداوند کریم برائی سے روکنے والوں کو نجات دے گا۔ (وانجینا الذین ینھون ع

لسوء) ۹۱ نماز کی برکتوں میں ایک برکت یہ ہے کہ انسان کو برا کام کرنے سے
روکے (اور یہ قبولیت نماز کی اہم پہچان ہے) (ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء
والمنکر) ۹۲ امر بہ معروف اور معروف کا انجام دینا دونوں جزاء میں برابر کے
شریک ہیں ۹۳ اور امر بہ معروف کا ترک کرنا اشرار لوگوں کے سلطہ کا سبب ہو جاتا
ہے۔ نیکی کی ہدایت اور برائی سے روکنا پوری تاریخ میں تمام انبیاء کا وظیفہ و سلیقہ رہا
ہے (لقد ابعثنافی کل امۃ رسولاً ان اعبدوا اللہ وا جتنبو الطاغوت) ۹۴
امام حسینؑ اپنے قیام کو دشمنوں کے مقابلے میں کچھ اس طرح بیان کرتے ہیں۔ آیا تم
لوگ نہیں دیکھتے ہو کہ حق و حقیقت پر لوگ عمل نہیں کرتے ہیں اور بڑھتے ہوئے
فساد باطل کو روکتے بھی نہیں ۹۵ میں نے یہ طے کر لیا ہے ہم شہید ہو جائیں گے ہمارا
خون بہایا جائے لیکن پھر بھی امر بہ معروف و نہی از منکر سے نہیں رک سکتا۔ (انی ار
یدان آمر بالمعروف ......) جی ہاں نیکی کی طرف ہدایت اور برائی سے پرہیز ایک
مرحلہ ہے۔ جس میں کا بعض مرحلہ شہادت کی منزل تک پہنچتا ہے جیسا کے مقدس خون
اس راستے میں بہایا گیا ہے (وایقتلون الذین یامرون بالقسط) ۹۶

بے وجہ توجیہات

کچھ حضرات خاموش رہ کر زندگی کا مزہ لینا چاہتے ہیں وہ اس سلسلے میں
بہت کچھ کہتے ہوئے بھی نظر آتے ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔ چھوڑ دو

یہ چیز ہاتھ سے نکل گئی ہے۔ ایک پھول سے چمن میں بہار نہیں آتی۔ ہمیں اور برا کرنے والے کو ایک قبر میں دفن نہیں کیا جائے گا۔ عیسیٰ اپنے دین کو دیکھیں اور مو اپنا دین۔ جو جیسا کرے گا ویسا پائے گا ہم سے کیا مطلب۔ ایک عام انسان زندگی میں خلل ڈالنا منع ہے میری روزی روٹی بند ہو جائے اور لوگ ہم سے نارا ہو جائیں۔ شرم آتی ہے کہ کسی کے آمنے سامنے کچھ کہیں۔ لیکن امام حسینؑ کے قیا نے ثابت کر دیا کہ ایک مخلصانہ قدم ایک خالصانہ تحریک تاریخ کو دگرگوں کر سکتی ۔جی ایک پھول سے چمن میں بہار آ سکتی ہے۔ ہم کو چاہیے کہ غلط کاروں سے مقا کریں ان سے ڈٹ کر لڑیں انسان کے پیروں اور گھوڑے کی ٹاپ کے نیچے آسان سمجھیں مگر ظالم طاقت کے آگے نہ جھکیں۔ نیزہ پر سر چلا جائے تو جائے مگر ظلم بربریت کے آگے سر تسلیم خم نہ کریں۔ اور کبھی یہ تصور نہیں کرنا چاہیے کہ نیکی کی طرف ہدایت اور برائی سے روکنے کا اثر فقط کچھ لمحہ یا دنوں کے لئے ہوتا ہے۔ بلکہ ایک گفتگو اور ایک تحریک کا اثر سالہا سال کے بعد رونما ہو کر منظر عام پر آتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

قرآن کا جلوہ کربلا میں

قرآن میں اکثر جگہوں پر بیان ہوا ہے کہ صحیح حق کی فکر کرو لوگوں کی اکثریت اور انکے تعبیرات پر نہ جاؤ۔ جیسے (اکثر هم لا یعلمون) ۹۷ (اکثر هم یفسقون) ۹۸ (اکثر هم کاذبون) ۹۹ اس قسم کی بہت ساری آیتیں قرآن میں ذکر ہوئی ہیں۔ قرآن میں آیا ہے کہ ہر اٹھنے والا قدم اور ہر نکلنے والا جملہ بصیرت کے اساس پر ہونا چاہیے (ادعوا الی اللہ علی بصیرة انا ومن تبعی) ۱۰۰ امام حسینؑ و حضرت ابوالفضل العباسؑ واصحاب امامؑ عاشورہ کے دن مختصر تقریر کے ذریعہ لوگوں کو نیکی کی طرف دعوت ہوئے پند و نصیحت سے ان کو سنوارتے۔ قرآن کریم ایثار فداکاری کرنے کو بزرگ وبالا سمجھتا ہے۔ (ویؤثرون علیٰ انفسهم) ۱۰۱ کربلا کے میدان میں ایثار و فداکاری کے بہت سارے جلوے دیکھے جا سکتے ہیں۔ ان میں کا سب سے نمایاں کردار حضرت ابوالفضل العباسؑ کا ہے۔ قرآن کریم بخشنے والے عذر کو قبول کرنے والے کے سلسلے میں سفارش کرتا ہے۔ کہ اس کا واضح و روشن نمونہ حر بن یزید ریاحی کی ذات ہے امامؑ نے اس کے عذر کو قبول کر کے اسے معاف کر دیا۔

قرآن میں آیا ہے۔ (والعاقبة للمتقین)۱۰۲ (والعاقبة للتقوی) ۱۰۳ کر مصداق کو تلاش کرنے میں لگی ہے۔ مگر امام حسینؑ نے کربلا کے میدان میں یہ نہیں
کے میدان میں دس ہزار لشکر یزید میں کوئی بھی نیک سیرت و نیک انسان نظر نہیں آر کہا کہ ہم یزید کی بیعت نہیں کر سکتے۔ بلکہ انہوں نے کچھ اس طرح فرمایا۔ (مثلی لا
تھا۔ مگر امامؑ کے اقرباء و اصحاب ۲۲ کے ۷۲ سب کے سب زندہ و جاوید نظر آ لےیبایع مثلہ) میرے جیسا اس جیسے کی بیعت نہیں کر سکتا۔ یعنی طول تاریخ میں ہمیشہ حق
تھے۔ و باطل کے درمیان فاصلہ رہا ہے اور قیامت تک یہ فاصلہ رہے گا۔ قرآن کا پیام یہ

قرآن میں آیا ہے۔ اے پیامبرؐ، ہم نے تمہارے نام کو بلند رکھا ہے کہ لوگوں کی بدی اور بدرفتاری کا جواب اچھے انداز سے دو۔
(ورفعنا لك ذكرك) ۱۰۴ کربلا میں حسینؑ کا نام ہمیشہ ہمیشہ کے لئے بلند و بالا و یدرئون بالحسنة السيئة) ۱۰۷ کربلا پہونچتے ہی حر بن یزید ریاحی نے امامؑ
ہوگیا۔ قرآن کا بیان ہے۔ (امرت لان اکون اوّل المسلمین) ۱۰۵ یعنی راہبر اور ان کے ساتھی کے بڑھتے ہوئے قدم کو روکا لیکن امامؑ اور ان کے ساتھیوں نے
چاہیئے کہ پیش قدم رہے اسی لئے امام حسینؑ نے سب سے پہلے میدان جنگ میں پہلے ان کی پیاس بجھائی پھر جانوروں کو سیراب کیا۔
بھیجنے کے لئے اپنے میوۂ دل حضرت علی اکبر کو تیار کیا اور ان کی شہادت کو برداشت کر کے خدا کی پیروی اولیاء الٰہی کی اطاعت اور ان کے ساتھ وفاداری کے سلسلے
آنے والی نسل کو سبق دیا۔ قرآن میں آیا ہے:۔ (فاستقم کما اُمرت ومن تاب معک) میں قرآن نے توصیہ کیا ہے۔ بعض امام حسینؑ کے ساتھی نے عاشور کے دن نماز کے
معک) ۱۰۶ اے پیامبرؐ۔ آپ اور آپکے دوست ثابت قدم رہیں۔ لیکن کربلا کے لئے اپنی جان کی بازی لگادی اور تیروں کے ذریعہ اپنے بدن کا سودا کیا۔ جس وقت
میدان میں امام حسینؑ اور ان کے ساتھ رہنے والوں کا ثابت قدم رہنا یہ ان سے امام حسینؑ نماز کے بعد ان لوگوں کے سرہانے پہونچے تو اس وقت وہ حیات کے
تھے۔ قرآن کسی کا نام لینے کے بجائے ان کے معیار و ملاک کو بیان کرتا ہے۔ مثلاً آخری لمحوں سے گذر رہے تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا۔ اے آقا۔ آیا ہم لوگوں نے
بیان کرتا ہے۔ کہ تمہارا مولا و آقا وہ ہے کہ جس نے حالت نماز یعنی رکوع کے عالم وفا کیا۔؟ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ لوگ آخری لمحہ تک اپنی وفاداری و فداکاری
میں اپنی انگوٹھی فقیر کو دے دیا اور ایک ہی لمحہ میں دو عبادت کو اکٹھا کر کے آیت کی تفسیر کے شک میں مبتلا تھے۔!
کر گئے۔ یعنی نماز و زکوٰۃ کو ایک ساتھ ادا کیا اور یہ عوام الناس ہے جو اجتک آیت کے قرآن نے اکثر جگہوں پر توحید کے سلسلے میں توصیہ و تاکید کیا ہے۔ ایک جملہ جو امام

حسینؑ نے فرمایا(لا معبود سواك) یہ نشانیاں بہترین جلوہ گاہ ہیں۔ برائی سے روکنا۔ دینی غیرت کو ملحوظ نظر رکھنا۔ اور حریم سے دفاع کرنا ان تمام چیزوں کے لئے قرآن تاکید وتوصیہ کرتا ہے۔ کربلا کے میدان میں امام حسینؑ کا ایک آخری جملہ جب کہ قتل گاہ میں زخمی پڑے تھے اور لشکر یزید خیموں کی طرف حملہ کرنا چاہتا تھا۔ اس وقت انہوں نے خیموں میں حملہ کرنے سے روکا۔ اور کہا کہ میرے اہلبیت کی عورتوں کی بے احترامی نہ کرو اگر بے دین ہو گیے ہو تو حداقل دنیا میں آزاد مرد کی طرح جیو۔!

قرآن خدا کی مرضی تسلیم ورضا کے آگے جھکے رہنے کے سلسلے میں توصیہ کرتا ہے۔ لہذا امام حسینؑ جس دن کے دوش رسول پر سوار تھے اور جس روز گھوڑوں کی ٹاپوں کے نیچے تھے دونوں حالت میں خدا سے راضی اور خدا کے آگے سر تسلیم خم کئے ہوئے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

عزّت و ذلّت کربلا

اسلام کے تمام پروگراموں میں عزّت کے مسئلے پر زیادہ توجہ کی گئی ہے۔ خداوند کریم کی عبادت واطاعت عزّت بخش ہے۔ لیکن دوسروں کی بندگی خدا کے سامنے (یعنی جمادات اوران کے علاوہ) کرنا باعث ذلّت ہے۔ (کفیٰ بی عزّاً ان اکون لك عبداً) ایک انسان اپنے ہاتھ کو ایسے انسان کے ہاتھ میں رکھ دے جو غیر معصوم ہو تو ایسی صورت میں انسانیت کی توہین اور اس کو ذلّت کی طرف جاتا ہے۔ کسی دوسرے کے لئے کام کرنا (یعنی جس چیز اور جس شخص کے لئے ہو) ذلّت ورسوائی خریدنا ہے۔ (خاب الوافدن علی غیرکو خسر المتعرّضون الا لكَ) اسلام میں کسی کی غیبت کرنا کسی کو بُرا بھلا کہنا۔ کسی کا مذاق اڑانا۔ کسی کی توہین کرنا۔ کسی کو حقیر وذلیل سمجھنا کسی کے راز کو فاش کرنا۔ طعنہ سے کسی کا دل دُکھانا۔ کسی کے اوپر احسان جتانا۔ کسی کو بُرے القاب سے پکارنا۔ اور کسی کو برا بھلا کہنا حرام ہے۔ اس لئے اس کو حرام قرار دیا گیا ہے کہ اس میں دوسروں کی عزّت کا سودا کیا جاتا ہے۔ اگر ظلم وستم کرنے والوں کی تعریف سے عرش خدا کولرزہ ہوتا ہے۔ تو اس لئے ہے کہ اس

میں نااہلوں کو عزیز ومحترم شمار کیا جاتا ہے۔ ۳۔انکساری وخاکساری حق کے مقابلے میں ایک عزت ہے۔(العزۃُ إن نزلُ

انسان یہ حق نہیں رکھتا ہے کہ اپنے عیوب ودیگر گناہوں اور اپنی کمزوری کی لحق) ۱۰۹ شیطان اپنی عزت کو آگ کے شعلوں میں ڈھونڈنے لگا حالانکہ اس کی

اپنے نزدیک سے نزدیک دوستوں کے پاس نقل کرے کیوں کہ ہر نفوس کی عزت عزت اطاعت خداوند کے سایے میں تھی۔دنیا میں تھوڑی دیر کی عزت حقیقت میں

محترم ہے۔ اگر جنازہ میں شرکت۔فقراء ومساکین کی مدد۔ بیماروں کی عیادت۔وہ ذلت ہے۔لہذا اس سلسلے میں حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں دنیا اس طرح

دوسروں کو قرضہ دینا۔ایک دوسرے کی دیکھ ریکھ اور دوسروں کے عیوب کو چھپانے بنائی گئی ہے کہ اس کی دی ہوئی عزت گویا ذلت ہے۔خوبصورت اور حسین سواری کا

کے سلسلے میں توصیہ وتاکید ہوئی ہے۔تو وہ اس لئے کہ انسانوں کی عزت محفوظ رہو نابظاہر تو عزت وشرف کا باعث ہے۔لیکن درحقیقت ایک طرح سے رنجاور اس

سکے۔ میں گرفتار ہوتا ہے۔باغ وباغیچہ اور تمام گلشن بظاہر تو لگانے والے کے لئے ایک

عزت ہے لیکن اس انسان کی تمام زندگی اور اس کی تمام طاقتیں جب تک اس سے

چند نکات کی طرف توجہ فرمائیں

سلب نہ کرلے اسے محصولات سے بہرور نہیں ہونے دیتی۔وہ عزت انسان کے لئے

۱۔عزت نفوذ ناپزیری کے معنی میں ہے۔ یعنی ممکن ہے کہ ایک شخص کے پاس کوئی قیمتی ہے جس میں تکبر وآن بان نہ ہو۔عزت میں جتنا اضافہ ہوگا اس سے زیادہ وہ

امکان نہ ہو مگر وہ کسی کے دباؤ یا لالچ سے متاثر نہیں ہوتا تو ایسا شخص واقعاً عزیز ہے۔اپنے آپ کو کمتر اور ہلکا سمجھنے لگے گا۔انکساری وخاکساری کا مظاہرہ کرے گا۔

ممکن ہے کہ کوئی شخص تمام امکانات رکھنے کے باوجود اس پر کسی کا دباؤ یا کسی چیز کا (الھیٰ اعزّنی وَلَاتبتلینی بالکبر وَ لَا تحدث لي عِزّاً ظاهِراً أ لَا

لالچ اثرانداز ہوجاتی ہے تو ایسے شخص کو ذلیل کہا جاتا ہے۔ احدثتَ لي ذلّةً باطِنة عِند نفسی بقدرھا) ۱۱۰ قرآن، کفار کے سلطہ وغلبہ کو

۲۔تمام سرچشمہ عزت کا مالک خدا کی ذات ہے۔لہذا ہمیشہ قرآن میں پڑھتے مومنین کے اوپر جائز نہیں جانتا۔ (لَن یَجعَلَ اللّٰہُ لِلکافرین عَلیَ المومنِین

رہتے ہیں کہ (انّ العِزّۃَ لِلّٰہِ جمیعاً) اور غیر خدا سے عزت طلب کرنے والا قرآن سبیلاً) ۱۱۱ قرآن کریم نے ظلم کو قبول کرنے اور برداشت کرنے والے حضرات کو بھی

کی نگاہ میں پست اور حقیر ہے۔ (أیبتغونَ عندھم العزّۃ) ۱۰۸ ظالم کے برابر جانتے ہوئے حرام قرار دیا ہے۔ (لَا تَظلِمُونَ وَ لَا تُظلَمُونَ) ۱۱۲

قرآن نے باعزت زندگی کو حیات سے تعبیر کیا ہے اور ذلت ورسوائی جیسی زندگی کو موت سے تعبیر کیا قرآن انسانیت کے ملاک کو خدا کی معرفت میں جانتا ہے۔ نہ قتل ہونے اور نہ قتل کرنے میں۔ (انّ اللہ اشتریٰ مِنَ المومنینَ انفسھم و اموالھم بانَّ لَھُم الجنّة۔۔۔فیقتلون ویُقتلوُن) ۱۱۳ قرآن نے انسان کو عزت سے نوازا ہے لہذا قرآن یوں گویا ہے۔ یہ دنیا تمہارے لئے ہے (خلق لکم) ۱۱۴ اور خدا کی قدرت وتوانائی تیرے ہی لئے ہے۔ (نَفختُ فیہِ مِن رُوحي) ۱۱۵ اے باعزت انسان تیرا وجود مسجود ملائکہ ہے۔ (فسجدوا اِلّاَ ابلیس) ۱۱۶ اور تو ہی خدا کا جانشین ہے۔ (انيّ جاعل فی الارض خلیفة) ۱۱۷ اور تمہارا والی وسرپرست خدا ہے۔ (اللّٰہُ وَلیُّ الّذین آمنوا) ۱۱۸ اور انبیاء تمہارے والد بزرگوار ہیں۔ (مِلّة ابیکم ابراھیمَ) ۱۱۹ اور تمہاری خلقت باھدف ہے۔ (وَماَ خلقتُ الجنَّ الانس اِلاّ) ۱۲۰ کربلا میں الٰہی عزت کے جلوہ کو دیکھا جاسکتا ہے۔ ایک ۱۳ سال کا بچہ جس کا نام حضرت قاسمؑ ہے وہ فرماتے ہیں۔ اگر اسلامی قوم وملت کے بزرگاں اور رئیس قبیلہ یزید کے طرفدار ہیں تو موت ہمارے لئے شہد سے زیادہ میٹھی ہے۔ امام حسینؑ فرماتے ہیں کہ بنی اُمیہ نے ہم کو سیاسی بیعت اور موت کے درمیان کھڑا کیا ہے۔ (ھیھات مناَّالذلّة) کربلا کے میدان میں امامؑ کا بدن چھلنی چھلنی ہو گیا مگر امامؑ کی عزت وعظمت پر کوئی حرف بھی نہ آیا۔ سارے غم ودرد کا سامنا بی

زینبؑ وامام سجادؑ نے کیا لیکن ان دونوں بزرگوں نے عزت کا مظاہرہ اپنے خطبوں میں اس طرح کیا کہ بنی امیہ کے نظام کی چولیں ہلنے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆

اوّل وقت اقامہ کیا۔

اہمیت نماز و امام حسین علیہ السلام

حضرت عیسیٰؑ کے لئے یہ تھا کہ جب تک رمق حیات باقی تھا نماز کو ادا
کرتے رہے۔ (واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیاً) ۱۲۷ امام حسینؑ بھی

قرآن اپنے سب سے بڑے سورے سورۂ بقرہ میں ہوں گویا ہے لی آخر تک نماز سے جدا نہیں ہوئے مگر سر تن سے جدا ہو گیا۔ وہ تجارت کرنے والے
(الذین یؤمنون بالغیب و یقیمون الصلوٰۃ) ۱۲۱ اور اسی طرح اپنے سب سے افراد جو نماز سے غافل نہیں ہوتے اور وقت پر نماز ادا کرتے ہیں۔ قرآن ایسوں کی
چھوٹے سورے سورۂ کوثر میں نماز کے سلسلے میں فرمایا۔ امام حسینؑ اس کو قائم کرکے تعریف و تمجید کرتا ہے۔ (رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ و اقام
ہیں۔ (اشھد انک قد اقمت الصلوٰۃ) ۱۲۲ قرآن میں دوسری جگہ بیان ہوا ۓ الصلوٰۃ) ۱۲۸ لہٰذا امام حسینؑ نے اپنی جان و روح میں جدائی برداشت کی، لیکن نماز
۔ (وارکعوا مع الراکعین) ۱۲۳ امام حسینؑ نماز جماعت کو لشکر یزیدی کے سامنے سے جدا نہیں ہوئے۔ لہٰذا ان کی تعریف میں وہ کونسا جملہ استعمال کیا جائے جو مجھے
بلا خوف و خطر ادا کرتے ہیں۔ قرآن نے پیامبر کو میدان جنگ میں نماز کو ادا کرنے نہیں معلوم۔ امام حسینؑ نہ فقط خود ہی نماز پڑھتے تھے بلکہ نہ جانے کتنوں کو نمازی
سلیقہ بتایا ہے۔ (واذا کنت فیھم فاقمت لھم الصلوٰۃ فلتقم طائفۃ منھم بنا گئے اور نمازیوں کے ذریعہ دوسرے نمازی کو اجاگر فرمایا۔ حدیث میں پڑھتے ہیں
معک۔۔۔۔) ۱۲۴ امام حسینؑ بھی میدان جنگ میں نماز کو ادا کرتے ہیں۔ قرآن کہ تین چیز نماز کے قبول ہونے کا باعث ہے۔ (۱) حضور قلب (۲) نافلہ نماز
نماز کو ایک مبع غیبی سے تعبیر کرتے ہوئے مومنین کو اس سے مدد طلب کرنے کا حکم (۳) خاک شفاء۔
دیتا ہے۔ (واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ) ۱۲۵ لہٰذا امام حسینؑ جنگ کی گھما گھمی میں امام حسینؑ نے اپنی بہن حضرت زینبؑ سے فرمایا۔ نماز میں میرے لئے
بھی نماز کو ادا کرکے استعانت و مدد طلب کر رہے تھے۔ دعا کرنا۔ نماز جماعت عام طریقے سے مسجد میں ادا کرنی چاہیے
قرآن نماز کو ادا کرنے کے سلسلے میں فرماتا ہے کہ اس کو اوّل وقت ادا کر ۔ (اقیموا الصلوٰۃ) امام حسینؑ خیمہ میں نماز ادا کر سکتے تھے حالانکہ ان کی نماز قصر تھی
فضیلت ہے۔ (اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس) ۱۲۶ لہٰذا امام حسینؑ نے نماز ظہر ا لیکن پھر بھی میدان میں دشمنوں کے مقابل نماز کو قائم کیا۔ عاشور کے دن نماز ظہر کے

وقت امام حسینؑ کی طرف ۳۰ تیر مارا گیا یعنی تصور یہ ہے کہ سورہ حمد و ذکر رکوع وغیر
گویا ہر کلمہ مقابلے کے برابر میں تیروں کی بوچھاڑ کی گئی۔ صحیح نماز کیا ہے؟ ۹ محر
زوال کے بعد جب امام حسینؑ کو حملہ ہونے کی بارہا ترغیب دی گئی تو حضرت سیّ
چند گفت وشنید کے بعد جنگ کے دن کو آگے بڑھاتے ہوئے فرمایا۔ (اِنّی اُحِ
الصّلوٰۃ) یہ نہیں فرمایا کہ میں نماز پڑھنا چاہتا ہوں بلکہ یہ کہا کہ میں نماز کو دوست رک
ہوں ہم میں بہت سارے نماز پڑھتے ہیں لیکن نماز سے کتنی محبت کرتے ہیں۔؟

صحابی امام حضرت زرارہ نے امام صادقؑ سے خانہ کعبہ کے متعلق سوال
کیا۔ کہ جب بھی آپ سے حج اور کعبہ کے متعلق سوال کرتا ہوں آپ ہمیشہ ایک نۓ
جواب سے نوازتے ہیں۔ آپ کا علم وفن کس سرچشمہ سے متصل ہے۔؟ آپ نے
جواب دیا۔ آیا تم یہ چاہتے ہو کہ خانہ کعبہ جناب آدم سے ہزاروں سال پہلے وجود م
آیا اس کے رموز واسرار کو چند کلموں میں فاش کردوں۔؟ یہ اس وقت ہے کہ جس
کے رموز واسرار کی طرف امامؑ نے اشارہ فرمایا۔ وہ فقط رخ کر کے نماز پڑھنے کا مقا
ہے اور قبلہ نماز کی شرائطوں میں ایک ہے!!۔ امام حسینؑ اس چیز پر حاضر تھے کہ ان
کا بدن چھلنی چھلنی ہو جائے مگر وقارِ نماز میں کہیں سے کمی واقع نہ ہونے پائے امام
حسینؑ کا سر مبارک نوک نیزہ پر قرآن کی تلاوت کر کے واضح کر رہا ہے کہ سر کو تن
سے جدا کر سکتے ہو مگر دل فطرت کے روحانی رشتہ کو قرآن سے جدا نہیں کر سکتے۔ لہٰ

تمام عزاداران امام مظلوم کو چاہیئے کہ جہاں کہیں رہیں امام حسینؑ کی یاد مناتے ہوئے
ور کربلا والوں کی آخری نماز کے سایہ میں نماز ظہر وعصر کو اخلاص کے ساتھ امام زمانہ
عجّل اللہ فرجہ الشریف کی نیابت غیبت میں ادا کریں۔

☆☆☆☆☆☆

قرآن و شہداء کی یاد

وہ افراد جو بزدل ہیں یا ایسے افراد جو فقط کھانے کے لئے ہی زندہ رہے ہیں ایسے کے لئے قرآن غضب ناک صورت میں گویا ہے۔ (یخشون النّاس کخشیۃ اللّٰہ) ۱۲۹ و (لا طاقۃ لنا الیوم) ۱۳۰ اور بہادر انسان کی تعریف و تمجید ہوئی ہے جیسے بعض افراد مسلمانوں کے تضعیف روح کے لئے اس طرح کہتے تھے کہ تمہارے مقابلے میں دشمن کی کثرت ہے لیکن خدا کا یہ انتظام کہ مومنین بجائے یہ کہ ڈریں ان کا ایمان محکم و مضبوط ہوتا تھا۔ (انّ النّاس قد جمعوا لکم فاخشوھم) ۱۳۱ وہ حضرات جو میدان جنگ میں شرکت کی بہت خواہش رکھتے لیکن امکانات جنگ کے نہ ہونے کی وجہ سے افسوس کے آنسو بہاتے قرآن نے ایسوں کی بڑی تعریف کی ہے۔ (اعینھم تفیض من الدّمع حزناً الا یجدوا ما ینفقون) ۱۳۲ وہ حضرات جو اپنا خون تسلیم حق و رضا کی خاطر بہاتے مگر خود ہی سے نہ بہایا گیا ہو قرآن ایسوں کی تعریف کرتا ہے۔ (فلمّا اسلما و تلّہ للجبین و نادیناہ ان یا ابراھیم قد صدّقت الرؤیا) ۱۳۳ قرآن اس کے متعلق جس نے

یدان جنگ میں شہامت دکھائی ہو بلند مقام کے لائق سمجھا ہے۔ (فقتل داؤد الوت فاٰتیناہ الملک والحکمۃ) ۱۳۴ حضرت ابراہیم کا بت توڑنا ان کی ظمت و ہمت پر دلالت کرتا ہے جس کو قرآن نے بہت ہی اچھے انداز میں بیان کیا ہے۔ (تاللّٰہ لاکیدنّ اصنامکم) ۱۳۵ قرآن نے ایسے لوگوں کو جنہوں نے اپنے ابر کے ساتھ مخلص قدم اٹھایا جنگ کے لئے نکلے تختی کے مقابلے میں سستی نہ کی، لزور ہو کر بھی اظہار ضعف نہ کیا، اور کسی ظالم کے سامنے سر بھی نہ جھکایا بہت ہی ائش کی ہے۔ (وکاین من نبی قاتل معہ ربیّون کثیر فما وھنوا لما اصا م فی سبیل اللّٰہ وما ضعفوا وما استکانوا واللّٰہ یحبّ الصّابرین) ۱۳۶ یا حج کے تمام مراسموں میں سے ایک کہ جو سب حاجیوں پر واجب ہے کہ منیٰ کے ان میں مکہ سے باہر جو کہ حضرت اسماعیل کی قربان گاہ ہے اور پوری رات رہنے کا سفہ یہ ہو کہ حضرت ابراہیم کا مقابلہ شیطان سے ہے۔ لہذا وہاں رکنا واجب ار دیا گیا وہ اس لئے کہ اولیاء اللہ کے قتل گاہ پر عملی عزاداری ہو سکے اور شہید راہ حق یاد تازہ کی جائے۔ ابھی جن گروہ کا تذکرہ کر رہے تھے ان کے مقابلے میں جو روہ ہیں قرآن سے شدت سے نفرت کا اظہار کیا ہے۔ ان میں کے چند مندرجہ ل ہیں ------

) وہ حضرات جنہوں نے اپنے کو دنیا سے وابستہ کرلیا ہے۔ (ارضیتم بالحیوۃ

الــدُّ نیــا) (۲) وہ حضرات جو کہ اپنے آرائش و آرام کو جنگ و قتال سے زیا
عزیز رکھتے ہیں۔ (قُل اِن کَانَ آ بائکم و ابنائکم و اخوانکم و ازواجکم
عشیرتکم و اموال اقترفتموُھا و تجارۃٌ تخشون کسادھا اَحبُّ الیکم
اللّٰہ و رسُولہ و جھا دفی سبیلہ فتربصُوا) ۱۳۷؎ (۳) وہ حضرات جو دشمن
ڈرتے ہیں۔ (قالوُا لاَطاقَۃَ لَنَا الیوم بجاَلوتِ و جُنوُدِہ) ۱۳۸؎ (۴)
حضرات جو گھر کے ماحول کو بگڑنے کا بہانہ کر کے جنگ اور میدان میں جانے
گریز کرتے ہیں تو وہ رسول اللہ سے اجازت کے خواہاں ہیں۔ (یقُولوُنَ اِنَّ بُیُو
تنا عورۃ وَمَا ھی بعورۃ) ۱۳۹؎ (۵) وہ حضرات جنگ میں شرکت نہ کرنے
سلسلے میں اجازت چاہتے ہیں اور کہتے ہیں جنگ تبوک میں ہماری شرکت گناہ
باعث ہے وہ بہانہ بناتے کہ رومیوں کے مقابلے میں جانے سے ہماری شہوت
بھڑکے گی چونکہ ان کی عورتوں کی عریانیت ہم لوگوں کو دیکھنے پر مجبور کردے گی اور
گناہ میں پھنس جائیں گے۔ حالانکہ سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑا فتنہ جس میں
کثر غرق ہو گئے جنگ سے بھاگ جانا اور پیامبر خدا کو اکیلا چھوڑ کر چلے جانا ہے۔ (
منھم من یقول ائذن لی و لا تفتنّی الا فی الفتنة سقطوا) ۱۴۰؎ اور بہت
سارے افراد ہوا کی گرمی کی وجہ سے میدان جنگ میں جانے سے انکار کرتے ہوئے
بہانہ تلاش کرتے۔ (قَالُوا لاَ افی الحر قُل نارُ اشدُّ) ۱۴۱؎

بہت سارے ایسے افراد ہیں جو جنگ میں شرکت نہ کرنے کی وجہ سے بہت خوش ہوتے ہیں۔ (فرح المخلّفون بمقعدھم خلاف رسول اللّٰہ) ۱۴۲؎ خداوند کریم اپنے پیامبرؐ کو حکم دیتا ہے وہ مردہ جو آسودہ خاطر بے درد، منافق، بزدل، میدان جنگ سے فرار کرنے والے کے اوپر نہ نماز پڑھی جائے اور نہ ان کی قبر پر جایا جائے۔ حکم کا نتیجہ یہ ہوا کہ شہداء کی مزار پر جانا چاہیئے۔ حضرت فاطمہ زہراؑ ہفتہ میں دو مرتبہ یعنی سوموار اور جمعرات کو شہدائے اُحد کی قبر پر کئی کیلومیٹر پیدل جاتیں اور لوٹتے وقت ان کے قبور کی مٹی بطور تبرک گھر لاکر تسبیح کا دانہ بناتیں اور یہ تسبیح اکثر ان کے ہاتھوں میں ہوتی تاکہ اس کے وسیلے سے شہداء احد کی یاد تازہ ہو سکے۔ جو چیزیں زمین و آسمان میں ہے وہ سب خدا نے پیدا کیں ہیں۔ (اللّٰہ الّذی خلق السمٰوٰت و الارض) ۱۴۳؎ اور اس کو بشر کے لیئے مسخر کیا۔ (سخر لکم مافی السمٰوٰت ومافی الارض) ۱۴۴؎ اور مخلوقات کو اپنی عبودیت و بندگی اور معرفت شناسی کے لئے پیدا کیا۔ (وَمَا خَلَقتُ الجنّ و الانس الّا لیعبدُون) ۱۴۵؎ بہترین اور مضبوط و مستحکم عبادت نماز ہے اور پائیدار و مستحکم عمل نماز میں سجدہ ہے لہٰذا سجدہ کے لئے بہتر ہے کہ کربلا کی خاک پر سجدہ کریں تاکہ شہداء کربلا کی یاد تازہ ہو سکے سفرِ حج کے آداب میں ہم پڑھتے ہیں کہ جو شخص مکّہ معظمہ تشریف لے جائے اور پیامبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہ کرے تو اس نے جفا کیا ہے اور جو شخص مدینہ

جائے اور پیامبر کی زیارت کرے اور وہ مدینہ کے اطراف شہداء اُحد کی زیارت
کرے اس نے جفا کیا۔ لہٰذا اس سے ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مکہ معظمہ کا واحد
مدینہ کی نبوت کا ایک ہونا ہے اور مدینہ کی نبوت احد کے شہداء سے الگ نہیں ہے لہٰ
مکہ کی وابستگی مدینہ سے اور مدینہ کی وابستگی شہداء احد پر منتھی ہوتی ہے۔ غور کرنے
بات ہے کہ شاید یہ بھی اسرار سے خالی نہیں کہ احد کے شہداء کی تعداد ۷۲ ہے اور کربلا
شہداء کی تعداد بھی بہتر ہے اور گروہ جمہوری کی تعداد بھی بہتر تو پھر کیا یہ الٰھی رموز
ایک پر تو نہیں ہے۔؟

☆☆☆☆☆☆☆

زیارت عاشورہ قرآن کے سایہ میں

اصولوں میں ایک اصول جس پر قرآن اصرار کرتا ہے۔ وہ یہ ہے کہ اچھوں سے اور اچھی چیز سے محبت کرنی چاہئے۔ بروں سے پرہیز اور برائی سے نفرت کرنی چاہئے۔ قرآن کے فارمولے کے مطابق سبق حاصل کرنی چاہئے کہ حضرت ابراہیم نے اپنے چچا جو کہ منحرف ہو گئے تھے کس طرح سے رفتار بیزاری کرتے ہیں۔ (فلمّا تبیّن لہ انہ عدوّ للّٰہ تبرّء منہ انّ ابراھیم لاوّاہ حلیم) ۱۲۶ جس وقت جناب ابراہیم نے پرکھ لیا کہ وہ (چچا) خدا کے دشمن ہیں ان سے دوری اختیار کرنے لگے حالانکہ حضرت ابراہیم طبیعتاً بہت ہی رحم دل اور حلیم ہیں۔

پیامبر اکرمؐ اس امر پر مامور کئے گئے کہ مشرکین سے خدا کے حکم کے مطابق بیزاری کریں۔ (انّی بریءٌ ممّا تشرکون) ۱۲۷ یعنی میں اس قوم سے بیزاری کرتا ہوں جس نے خدا کا شریک قرار دیا ہو۔ سورہ برات محکم ثبوت ہے کہ فقط اچھوں سے محبت کر لینا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اعلان بیزاری عمل کے ذریعہ نشرو اشاعت، خط و کتابت، نالہ و فریاد، بری باتوں اور برے لوگوں سے دوری ہی برأت مشرکین ہے۔ ہر سال تقریباً دنیا کے لاکھوں مسلمان خانہ کعبہ کے نزدیک میدان منیٰ

میں خدا کے حکم کی پیروی وتاسی حضرت ابراہیمؑ تین روز لگاتار ۱۴۹ پتھر شیطان
طرف پھینک کر شیطان اور شیطان نما افراد سے بیزاری کا ثبوت دیتے ہیں۔ ع
غور بات یہ ہے کہ شیطان کی طرف پتھر پھینکنے کے بعد تمام حاجی دعا کو پڑھتے
جس کا ایک فقرہ یہ ہے اے میرے خدا میرا حج قبول فرما اور یہ رمز ہے کہ حج اسی وق
قبول ہو سکتا ہے جبکہ شیطان سے دوری اور شیطانوں سے پرہیز ہو۔ اور یہ با
واضح ہو کے شیطان ہر زمانے میں ایک اپنی شکل وصورت رکھتا ہے جیسا کہ امام خ
نے فرمایا امریکا سب سے بڑا شیطان ہے۔ لہٰذا زیارت عاشورہ میں امام حسینؑ ا
ان کے اصحاب باوفا پر ہم سو (۱۰۰) مرتبہ سلام کہتے ہوئے ان کے اور خدا کے دشم
سو (۱۰۰) مرتبہ لعنت بھی بھیجتے ہیں۔ میدان منیٰ میں کئی بار پتھر سے شیطان کو مارنا
زیارت عاشورہ میں سو بار لعنت کی تکرار اس بات کا ثبوت ہے کہ اچھوں سے محبت
جائے اور بُروں سے نفرت اور یہ سب عادت تکرار ای ہے۔ حضرت علیؑ کی ولادت
کعبہ میں ہوئی۔ لہٰذا خدا فرماتا ہے کہ کعبہ کا سات مرتبہ طواف کرو تاکہ طواف ک
وقت علیؑ کی محبت تمہارے فکر و جان میں رسوخ کر جائے۔ وہ انسان جو عاطفہ اور عشق
سے خالی ہوتا ہے اور فقط موت کی دنیا میں غرق ہو تو ایسا شخص ایک حیوان کے جیسا
سانس لینا جانتا ہے اور بس صبح وشام ہم خداوند سے دس مرتبہ یہی چاہتے ہیں کہ اولیا
واوصیاء کی راہ میں ثابت قدم رکھنے کی توفیق دے۔ (اھدنا الصراط المستقیم

صراط الذین انعمت علیھم) اور وہ حضرات جو منحرف ہیں ان پر خدا کا غضب ہو اور ہم ان سے بیزار ہیں۔ (غیر المغضوب علیھم ولا الضالین) کعبہ کے پتھر کو ہم چومتے ہیں لیکن کچھ پتھر ایسے بھی ہیں جو کہ شیطان کی طرف پھینک کر اس سے لوگ نفرت کا اظہار کرتے ہیں۔

عرفہ کے دن امام حسینؑ سے محبت کا ثبوت دیتے ہوئے گریہ کرتے اشک بہاتے اور دعا پڑھتے ہیں لیکن اس کے دوسرے ہی دن قربانی کا دن آتا ہے قربانی کرتے وقت ایک طرف دعا پڑھکر جانور کو ذبح کرتے ہیں۔ جی ہاں مسلمانوں کی پوری زندگی اسی طرح سے ہونی چاہیے۔ دنیا کے مسلمانوں کے امام جمعہ الجماعت کو چاہیے ان کے لبوں پر تقویٰ کے فرمان اور آنکھیں اشک بار اور محکم ہاتھ و پیر کے ذریعہ قیام میں استوار رہنا چاہیے پوری نمائندگی اور مضبوط پکڑ جامعیت کے ساتھ اسی وقت ہو سکتی ہے کہ اس کی فکر بہت ہی بلند پروازی رکھتی ہو اور اس کا ذہن علم سے لبریز ہو تب جا کر اسلام میں علماء وخطباء کی خدمات ہو سکتی ہے۔ اگر ہم امام حسینؑ کو درود وسلام سے یاد کرتے ہیں تو یہ ہم نے قرآن سے سبق حاصل کیا ہے کہ جو بھی پیامبر الٰہی اور نمائندہ خدا ہو ان پر درود وسلام کرنا چاہیے۔ (سلام علیٰ نوح فی العالمین) ۱۴۸ (سلام علیٰ ابراھیم) ۱۴۹ (سلام علی موسیٰ وھارون) ۱۵۰ (سلام علیٰ آل یٰسین) ۱۵۱ ہم جو پیامبر خدا پر درود وسلام بھیجتے ہیں یہ الٰہی کتاب

قرآن کا پیغام ہے۔(إنّ اللّٰہ وملائکتہ یصلّون علی النّبیؐ) ۱۵۲ خود خدا و ملائکہ
مقرب الٰھی رسولؐ خدا پر درود و سلام بھیجتے ہیں۔ اور اگر ہم بنی اُمیہ اور حکومت حق کے
غاصب اور بشریت کے تباہ و برباد کرنے والے پر لعن وطعن کرتے ہیں اور ان سے
نفرت کرتے ہیں تو اس کو بھی ہم نے قرآن ہی سے اخذ کیا ہے۔ قرآن میں آیا ہے۔
(إنّ الّذین یؤذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ فی الدّنیا والآخرۃ) ۱۵۳ جو بھی شخص
خدا اور ان کے پیامبرؐ کو تکلیف پہونچائے اور رنجیدہ کرے تو خداوند کریم ایسے شخص
دنیا و آخرت میں مستحق لعن سمجھ کر لعنت بھیجتا ہے۔ ہم نے نفرین ولعن کا طریقہ وسلیقہ
انبیاء الٰھی سے لیا ہے۔ (لعن الّذین کفروا من بنی اسرائیل علیٰ لسان داؤد
و عیسیٰ بن مریم) ۱۵۴ کفار، حضرت عیسیٰ وحضرت داؤد کی زبان مبارک سے
لعن کئے گئے ہیں لہٰذا ہم نے نفریں ولعن دشمنان دین کے لئے عمل پیامبرؐ سے لیا
ہے جیسا کہ رسول مکرمؐ نصاریٰ نجران کے مقابلے میں لعن کرنے کے لئے نکلے۔
(ثمّ نبتھل فنجعل لعنۃ اللّٰہ علیٰ الکاذبین) ۱۵۵ ہم لوگ ایک دوسرے کے
مقابلے میں آکر جھوٹوں پر خدا کی لعنت بھیجتے ہیں۔ بہت سارے جرم کرنے والے پر
فقط خدا اور رسول ہی نفرین ولعنت نہیں کرتے بلکہ وہ تمام شعور رکھنے والے موجودات
بھی ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔(اولٰئک یلعنھم اللّٰہ ویلعنھم اللّاعنون) ۱۵۶
المختصر یہ کہ ہمارا اسلام اور ہماری بیزاری و نفرت تمام زیارتوں میں بالاخص زیارت

عاشورہ میں سلیقہ قرآنی کی روح و جان ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

حوالات منبع و ماخذ۔ یعنی جس کتاب سے استفادہ کیا گیا

(۱) مجمع البیان ج۲ ص۔۳۶۱
(۲) کامل الزیارات ۔۔۔۔۔
(۳) جامع الاحادیث شیعہ ج۱۲ ص۔۴۸۱
(۴) سورۃ یونس آیت۔۵۷
(۵) لوائج الاشجان ص۔۲۶
(۶) سورہ جن آیت۔۱
(۷) لوائج الاشجان ص۔۱۶۸
(۸) سورۃ آیت۔۸۷
(۹) بحار جلد ۹۸ ص۔۲۳۹
(۱۰) سورۃ الحاقۃ آیت۔۵۱
(۱۱) کامل الزیارات ص۔۲۰۲
(۱۲) نہج الفصاحۃ جملہ ص۔۶۶۲
(۱۳) زیارت عاشورہ،
(۱۴) کامل الزیارات ص۔۷۰
(۱۵) سورۃ اسراء آیت۔۸۲
(۱۶) من لا یحضر جلد۔۲ ص۔۴۴۲
(۱۷) الحیاۃ، جلد۔۲ ص۔۱۴۰
(۱۸) مفاتیح الجنان
(۱۹) نہج البلاغہ، خطبہ۔۱۸۲
(۲۰) مقتل خوارزمی جلد۔۱ ص۔۱۸۸
(۲۱) سورۃ نساء آیت۔۴۳
(۲۲) کامل الزیارات ص۔۲۰۰
(۲۳) سفینۃ البحار، جلد۔۲ ص۔۴۱۳
(۲۴) مقتل مقرم ۔۔
(۲۵) سورۃ ص، آیت۔۲۹
(۲۶) مقتل خوارزمی، (یہ حدیث رسول خدا سے ہے)

(۲۷) سورۃ زمر، آیت۔۲۸
(۲۸) فروع کافی جلد۴ ص۔۵۶۱
(۲۹) سورۃ واقعہ آیت۔۷۷
(۳۰) نفس المہموم ۷
(۳۱) سورۃ فصلت آیت۔۴۱
(۳۲) لھوف آیت۔۵۴
(۳۳) بحار، جلد۔۹۲ ص۔۳۱
(۳۴) پرتوی از عظمت حسین ص۔۶
(۳۵) سورۃ، انعام آیت۔۱۵۷
(۳۶) فروع کافی، جلد۴ ص۔۵۶۵
(۳۷) سورۃ، مزمل، آیت۔۴
(۳۸) کامل الزیارات
(۳۹) وسائل الشیعہ، جلد۔۴ ص۔۸۵۷
(۴۰) کامل زالزیارات
(۴۱) سورۃ، نساء آیت۔۱۴۲
(۴۲) سورۃ، توبہ آیت۔۵۴
(۴۳) سورۃ بقرہ آیت۔۷۱
(۴۴) سورۃ توبہ آیت۔۳۸
(۴۵) سورۃ عنکبوت آیت۔۶۵
(۴۶) سورۃ یونس آیت۔۹۱
(۴۷) سورۃ انفال آیت۔۶۰
(۴۸) سورۃ مائدہ آیت۔۲
(۴۹) سورۃ ھود آیت۔۸۸
(۵۰) سورۃ آل عمران آیت۔۱۲۶
(۵۱) سورۃ مائدہ آیت۔۸۳
(۵۲) سورۃ نصر آیت۔۲
(۵۳) سورۃ حجرات آیت۔۱۳
(۵۴) سورۃ احزاب آیت۔۳۳
(۵۵) سورۃ ھود آیت۔۸۸
(۵۶) سورۃ قصص آیت۔۲۱
(۵۷) سورۃ نساء آیت۔۷۸
(۵۸) سورۃ آل عمران آیت۔۱۵۴

(۵۹)سورۃ قصص آیت۔۲۲
(۶۰)سورۃ توبہ آیت۔۵۴
(۶۱)سورۃ نساء آیت۔۱۴۲۔۱۴۳
(۶۲)سورۃ آل عمران آیت۔۱۸۵
(۶۳)سورۃ یونس آیت۔۴۱
(۶۴)سورۃ بقرۃ آیت۔۱۵۶
(۶۵)سورۃ فتح آیت۔۱۰
(۶۶)سورۃ احزاب آیت۔۲۳
(۶۷)سورۃ قصص آیت۔۴۱
(۶۸)سورۃ مجادلہ آیت۔۱۹
(۶۹)سورۃ یونس آیت۔۷۱
(۷۰)سورۃ اعراف آیت۔۱۹۶
(۷۱)سورۃ دخان آیت۔۲۰
(۷۲)سورۃ غافر آیت۔۲۷
(۷۳)سورۃ انعام آیت۔۴۸
(۷۴)سورۃ اعراف آیت۔۴۵
(۷۵)سورۃ محمد آیت۔۲
(۷۶)سورۃ نساء آیت۔۱۳۶
(۷۷)سورۃ انفال آیت۔۱
(۷۸)سورۃ اعراف آیت۔۱۴۲
(۷۹)سورۃ حجرات آیت۔۹
(۸۰)سورۃ ھود آیت۔۴۶
(۸۱)سورۃ شعراء آیت۔۸۳
(۸۲)سورۃ کھف آیت۔۸۲
(۸۳)سورۃ مومنون آیت۔۵۰
(۸۴)سورۃ انبیاء آیت۔۱۰۵
(۸۵)سورۃ ھود آیت۔۸۸
(۸۶)سورۃ بقرہ آیت۔۱۱۔۱۲
(۸۷)سورۃ بقرہ آیت۔۲۲۰
(۸۸)سورۃ اعراف آیت۔۱۷۰
(۸۹)سورۃ ھود آیت۔۷۸
(۹۰)سورۃ آل عمران آیت۔۱۱۱
(۹۱)سورۃ اعراف آیت۔۱۶۴

(۹۲)سورۃ عنکبوت آیت۔۴۵
(۹۳) بحار ج، جلد ۹۷ ص۔۸۷
(۹۴)سورۃ نحل آیت۔۳۶
(۹۵)بحارالانوار، جلد ۴۴ ص۔۱۹۲
(۹۶)سورۃ آل عمران آیت۔۲۱
(۹۷)سورۃ انفال آیت۔۳۴
(۹۸)سورۃ توبہ آیت۔۸
(۹۹)سورۃ شعراء آیت۔۲۲۳
(۱۰۰)سورۃ یوسف آیت۔۱۰۸
(۱۰۱)سورۃ حشر آیت۔۹
(۱۰۲)سورۃ اعراف آیت۔۱۲۸
(۱۰۳)سورۃ طٰہٰ آیت۔۱۳۲
(۱۰۴)سورۃ انشراح آیت۔۴
(۱۰۵)سورۃ زمر آیت۔۱۲
(۱۰۶)سورۃ ھود آیت۔۱۱۲
(۱۰۷)سورۃ رعد آیت۔۲۲
(۱۰۸)سورۃ نساء آیت۔۱۳۹
(۱۰۹)بحارالانوار، ج ۷۸ ص۔۲۲۸
(۱۱۰)دعاء مکارم الاخلاق
(۱۱۱)سورۃ نساء آیت۔۱۴۱
(۱۱۲)سورۃ بقرہ آیت۔۲۷۹
(۱۱۳)سورۃ توبہ آیت۔۱۱۱
(۱۱۴)سورۃ بقرۃ آیت۔۲۹
(۱۱۵)سورۃ حجر آیت۔۲۹
(۱۱۶)سورۃ بقرۃ آیت۔۳۴
(۱۱۷)سورۃ بقرۃ آیت۔۳۰
(۱۱۸)سورۃ بقرۃ آیت۔۲۵۷
(۱۱۹)سورۃ حج آیت۔۷۸
(۱۲۰)سورۃ ذاریات آیت۔۵۶
(۱۲۱)سورۃ بقرہ آیت۔۳
(۱۲۲)زیارت عاشورہ ------
(۱۲۳)سورۃ بقرۃ آیت۔۴۳

(۵۹) سورۃ قصص آیت۔۳۲
(۶۰) سورۃ توبہ آیت۔۵۴
(۶۱) سورۃ نساء آیت۔۱۳۲۔۱۳۳
(۶۲) سورۃ آل عمران آیت۔۱۸۵
(۶۳) سورۃ یونس آیت۔۳۱
(۶۴) سورۃ بقرۃ آیت۔۱۵۶
(۶۵) سورۃ فتح آیت۔۱۰
(۶۶) سورۃ احزاب آیت۔۲۳
(۶۷) سورۃ قصص آیت۔۳۱
(۶۸) سورۃ مجادلہ آیت۔۱۹
(۶۹) سورۃ یونس آیت۔۷۱
۷۰) سورۃ اعراف آیت۔۱۹۶
(۷۱) سورۃ دخان آیت۔۲۰
۷۲) سورۃ غافر آیت۔۲۷
(۷۳) سورۃ انعام آیت۔۳۸
(۷۴) سورۃ اعراف آیت۔۳۵
(۷۵) سورۃ محمد آیت۔۲
(۷۶) سورۃ نساء آیت۔۲۶
(۷۷) سورۃ انفال آیت۔۱
(۷۸) سورۃ اعراف آیت۔۱۳۲
(۷۹) سورۃ حجرات آیت۔۹
(۸۰) سورۃ ھود آیت۔۲۶
(۸۱) سورۃ شعراء آیت۔۸۳
(۸۲) سورۃ کہف آیت۔۸۲
(۸۳) سورۃ مومنون آیت۔۵۰
(۸۴) سورۃ انبیاء آیت۔۱۰۵
(۸۵) سورۃ ھود آیت۔۸۸
(۸۶) سورۃ بقرہ آیت۔۱۱۔۱۲
(۸۷) سورۃ بقرہ آیت۔۲۲۰
(۸۸) سورۃ اعراف آیت۔۱۷۰
(۸۹) سورۃ ھود آیت۔۷۸
(۹۰) سورۃ آل عمران آیت۔۱۱۱
(۹۱) سورۃ اعراف آیت۔۱۶۴

(۹۲) سورۃ عنکبوت آیت۔۴۵
(۹۳) بحارج،جلد۹۷ ص۔۸۷
(۹۴) سورۃ نحل آیت۔۳۶
(۹۵) بحارالانوار،جلد۴۴ ص۔۱۹۲
(۹۶) سورۃ آل عمران آیت۔۳۱
(۹۷) سورۃ انفال آیت۔۳۳
(۹۸) سورۃ توبہ آیت۔۸
(۹۹) سورۃ شعراء آیت۔۲۲۳
(۱۰۰) سورۃ یوسف آیت۔۱۰۸
(۱۰۱) سورۃ حشر آیت۔۹
(۱۰۲) سورۃ اعراف آیت۔۱۲۸
(۱۰۳) سورۃ طٰہٰ آیت۔۱۳۲
(۱۰۴) سورۃ انشراح آیت۔۴
(۱۰۵) سورۃ زمر آیت۔۱۲
(۱۰۶) سورۃ ھود آیت۔۱۱۲
(۱۰۷) سورۃ رعد آیت۔۲۲
(۱۰۸) سورۃ نساء آیت۔۱۳۹
(۱۰۹) بحارالانوار،ج۷۸ ص۔۲۲۸
(۱۱۰) دعاءمکارم الاخلاق
(۱۱۱) سورۃ نساء آیت۔۱۴۱
(۱۱۲) سورۃ بقرہ آیت۔۲۷۹
(۱۱۳) سورۃ توبہ آیت۔۱۱۱
(۱۱۴) سورۃ بقرۃ آیت۔۲۹
(۱۱۵) سورۃ حجر آیت۔۲۹
(۱۱۶) سورۃ بقرۃ آیت۔۳۴
(۱۱۷) سورۃ بقرۃ آیت۔۳۰
(۱۱۸) سورۃ بقرۃ آیت۔۲۵۷
(۱۱۹) سورۃ حج آیت۔۷۸
(۱۲۰) سورۃ ذاریات آیت۔۵۶
(۱۲۱) سورۃ بقرہ آیت۔۳۰
(۱۲۲) زیارت عاشورہ ------
(۱۲۳) سورۃ بقرۃ آیت۔۴۳

(۱۲۴)سورة نساء آیت۔۱۰۲ (۱۴۰)سورة توبہ آیت۔۴۹

(۱۲۵)سورة بقرة آیت۔۱۵۳ (۱۴۱)سورة توبہ آیت۔۸۱

(۱۲۶)سورة اسراء آیت۔۷۸ (۱۴۲)سورة توبہ آیت۔۸۰

(۱۲۷)سورة مریم آیت۔۳۱ (۱۴۳)سورة ابراهیم آیت۔۳۱

(۱۲۸)سورة نور آیت۔۳۷ (۱۴۴)سورة لقمان آیت۔۲۰

(۱۲۹)سورة نساء آیت۔۷۷ (۱۴۵)سورة ذاریات آیت۔۵۶

(۱۳۰)سورة بقرة آیت۔۲۴۹ (۱۴۶)سورة توبہ آیت۔۱۱۴

(۱۳۱)سورة آل عمران آیت۔۱۷۳ (۱۴۷)سورة شعراء آیت۔۲۱۶

(۱۳۲)سورة توبہ آیت۔۹۳ (۱۴۸)سورة صافات آیت۔۷۹

(۱۳۳)سورة صافات آیت۔۱۰۱۔۱۰۳ (۱۴۹)سورة صافات آیت۔۱۰۹

(۱۳۴)سورة بقرة آیت۔۲۵۱ (۱۵۰)سورة صافات آیت۔۱۲۰

(۱۳۵)سورة انبیاء آیت۔۵۷ (۱۵۱)سورة صافات آیت۔۱۳۰

(۱۳۶)سورة آل عمران آیت۔۱۴۶ (۱۵۲)سورة احزاب آیت۔۵۶

(۱۳۷)سورة توبہ آیت۔۲۴ (۱۵۳)سورة احزاب آیت۔۵۷

(۱۳۸)سورة بقرة آیت۔۲۴۹ (۱۵۴)سورة مائدہ آیت۔۷۸

(۱۳۹)سورة احزاب آیت۔۱۳ (۱۵۵)سورة آل عمران آیت۔۶۱

(۱۵۶)سورة بقرة آیت۔۱۵۹۔ ☆☆☆☆☆

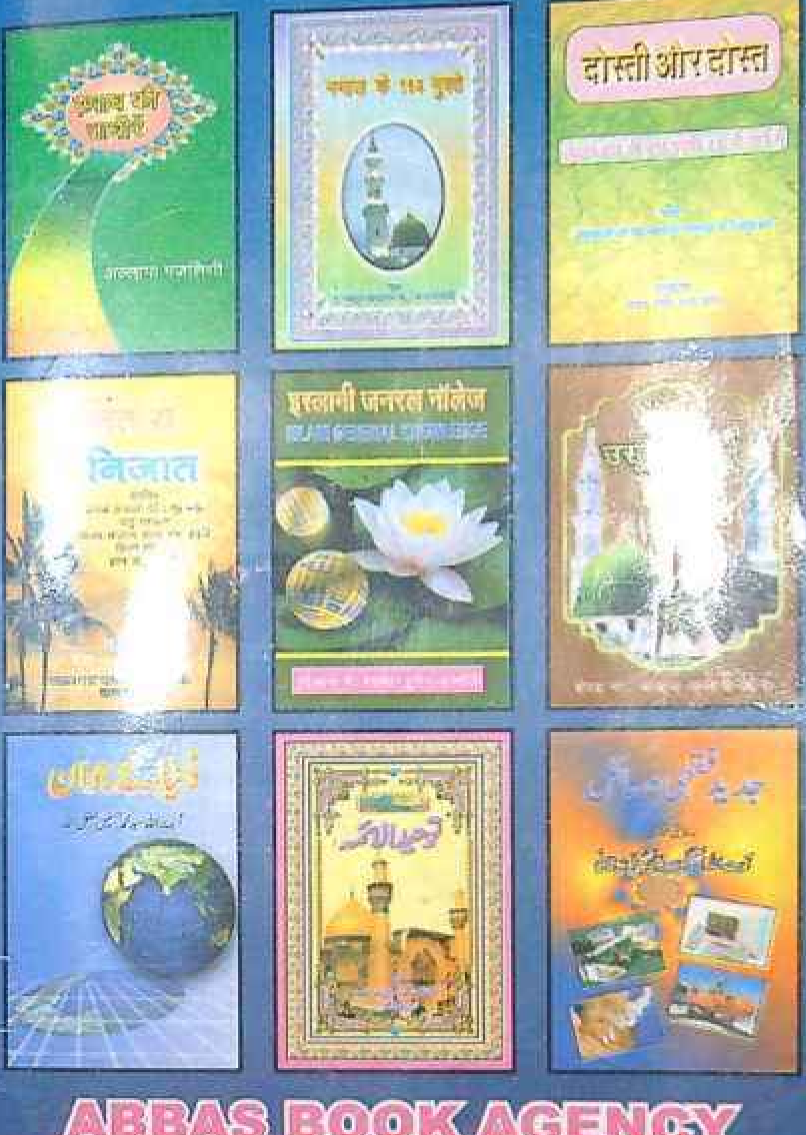

ABBAS BOOK AGENCY

Rustam Nagar, Dargah Hazrat Abbas, Lucknow-3
Ph.: 2647590, Mob.: 9415102990 Fax: 2255977
Email : abbasbookagency@yahoo.com